ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۲ ستمبر ۱۹۶۷ء
۱۷ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمْسٰى قَالَ "اَمْسَيْنَا وَاَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ" قَالَ الرَّاوِيْ: اُرَاهُ قَالَ فِيْهِنَّ: "لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، رَبِّ اَسْاَلُكَ خَيْرَ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا، رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَعَذَابٍ فِي الْقَبْرِ، وَاِذَا اَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ اَيْضًا، اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب شام ہوتی تو یہ کلمات کہتے (ترجمہ) داخل ہوئے ہم شام میں اور ملک بھی اس حال میں کہ ملک اللہ تعالےٰ کے لئے ہے۔ اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ کوئی معبود نہیں ہے مگر اللہ تعالےٰ وہ یکتا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں (راوی کا بیان ہے کہ میں خیال کرتا ہوں کہ آپ نے یہ کلمات بھی اسی دعا کے ضمن میں فرمائے ہیں اسی کے لئے ملک اور اسی کے لئے حمد ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے اے اللہ میں تجھ سے اس رات کی بھلائیوں کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا جو اس رات کے بعد ہے۔ اور میں تجھ سے اس رات کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں. اور اس کے بعد کی برائی سے۔ اے اللہ تجھ سے سستی اور کاہلی اور برے بڑھاپے سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور عذاب نار اور عذاب قبر سے پناہ چاہتا ہوں۔ اور جب صبح ہوتی۔ تو آپ اس طریقہ سے کہتے کہ اصبحنا و اصبح الملک للہ بجائے امسینا و امسی الملک للہ کے (مسلم)

وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ بِضَمِّ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِقْرَاْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِيْ وَحِيْنَ تُصْبِحُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ، وَالتِّرْمِذِيُّ وَ قَالَ، حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت عبداللہ بن خبیب (خاء معجمہ کے پیش کے ساتھ ہے) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ "قل ہو اللہ احد" اور "قل اعوذ برب الفلق" اور "قل اعوذ برب الناس" ہر صبح اور شام کو تین مرتبہ پڑھا کرو، اس لئے کہ یہ ہر ایک چیز سے تم کو کفایت کرے گی (یعنی تمام مصائب و آلام اور خاص کر جادو وغیرہ سے، ابوداؤد اور ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا اور ترمذی نے کہا۔ حدیث حسن ہے

وَعَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَّمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ: بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اِلَّا لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْءٌ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ بھی ایسا نہیں ہے۔ جو ہر دن کی صبح اور ہر رات کو شام میں یہ دعا تین مرتبہ پڑھے "بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئ فی الارض ولا فی السماء و ہو السمیع العلیم" یعنی صبح کی میں نے اور شام کی اُسکی خدا کے نام سے جس کے نام کی برکت سے کوئی چیز آسمان اور زمین میں ضرر نہیں پہنچاتی۔ (اور اللہ تعالےٰ سمیع علیم ہے) مگر یہ کہ کوئی چیز اس کو ضرر نہیں پہنچائیگی اس حدیث کو امام ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے حدیث حسن صحیح ہے۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ، فَاَكْثِرُوا الدُّعَاءَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے۔ جب سجدہ کی حالت میں ہو (سجدہ میں) دعا بہت کیا کرو۔ (مسلم)

وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ: يَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ رَبِّيْ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک کی دُعا قبول کی جاتی ہے۔ جب تک کہ جلدی نہ کرے۔ کہ یوں کہنے لگے کہ میں نے اپنے رب سے دعا مانگی تھی۔ تو میری دعا قبول نہیں کی گئی۔ (بخاری ومسلم)

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ، مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ" قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ؟ قَالَ: يَقُوْلُ: قَدْ دَعَوْتُ، وَقَدْ دَعَوْتُ، فَلَمْ اَرَ يَسْتَجِيْبُ لِيْ، فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ

اور صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ گیارہ روپے
ششماہی چھ روپے

جلد ۱۳ | ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۹۶۷ء | شمارہ ۲۰

عالمِ اسلام اور پاکستان کی خارجہ پالیسی

اُردن کے شاہ حسین پاکستان کے دو روزہ دورہ پر بدھ کے دن اور صدر ناصر کے خاص مشیر ڈاکٹر محمود فوزی منگل کے دن صدر ایوب اور وزیر خارجہ پاکستان مسٹر پیرزادہ سے ملاقات کے لئے راولپنڈی پہنچ رہے ہیں۔ ان دوروں سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ پاکستان سے عرب ملکوں کے تعلقات اتنے اچھے ہو گئے ہیں کہ وہ اپنے معاملات میں پاکستان سے مشورہ کرنا اب ضروری سمجھنے لگے ہیں۔ چنانچہ پاکستان کا ایک وفد جو چودھری ظہور الٰہی کی قیادت میں مشرقِ وسطیٰ کا دورہ کر کے واپس لوٹا ہے اس کے بھی یہی تاثرات ہیں کہ عرب عوام پاکستانی حکومت اور عوام کو اپنا انتہائی خیر خواہ اور محبوب بھائی سمجھتے ہیں۔ ان کے نزدیک پاکستانی قوم ایک نہایت ایثار پیشہ بہادر اور اسلام کی شیدائی قوم ہے اور تمام عربوں کی آنکھیں اب پاکستان کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ وہ کس حد تک اپنے عرب بھائیوں کے کام آتے ہیں۔ پاکستانیوں کی بہادری، ایثار پیشگی اور جنگی مہارت کی دھاک عربوں کے دلوں پر ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دوران بیٹھی اور پاکستانیوں کے جذبۂ اخوت و محبت کا صحیح اندازہ انہیں عرب اسرائیل جنگ کے دوران اور اس کے بعد ہوا۔ — مشرقِ وسطیٰ کے دورہ پر جانے والے پاکستانی وفد کے ایک رکن خاقان بابر ایڈوکیٹ کے یہ تاثرات اس سلسلے میں ہم اپنے کسی گذشتہ شمارے میں نقل کر چکے ہیں اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ پاکستان نے ملک کے اندر اور باہر دیگر ممالک میں اور اقوام متحدہ کے اندر اسرائیل کی جارحیت کے خلاف اور عرب ملکوں کی حمایت میں جو آواز بلند کی ہے اور جس مثالی کردار کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کا عرب ملکوں پر نہایت اچھا اور عمدہ اثر پڑا ہے۔ اس کے علاوہ وزیر خارجہ پاکستان مسٹر شریف الدین پیرزادہ کے دورۂ مشرقِ وسطیٰ نے بھی سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے اور اس طرح بحمداللہ تعالیٰ پاکستان اور عرب ممالک جو دینی، تہذیبی اور روحانی رشتہ میں پہلے ہی سے ایک دوسرے سے منسلک تھے اب مادی و جسمانی اعتبار سے بھی ایک دوسرے کے انتہائی قریب ہو گئے ہیں اور ان کے روابط مزید گہرے ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ چنانچہ عرب ملکوں کے کئی سربراہوں نے صدر ایوب کا تہِ دل سے شکریہ ادا کیا ہے اور عراق تو پاکستان کو عرب لیگ کا رکن بنانے کی تجویز بھی پیش کر چکا ہے۔

جہاں تک دیگر اسلامی ممالک کا تعلق ہے ترکیہ، ایران، انڈونیشیا وغیرہ سے ہمارے تعلقات بفضل ایزدی پہلے ہی نہایت گہرے اور دوستانہ و برادرانہ ہیں۔ افغانستان سے کسی قدر کشیدگی رہا کرتی تھی سو وہ بھی ختم ہو چکی ہے — چنانچہ مولانا کوثر نیازی نے افغانستان کے دورہ سے واپسی پر اخبارات کو جو بیان دیا ہے اس سے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ افغانستان کے عوام و حکام بھی پاکستانی عوام سے محبت کرتے اور حکومت پاکستان کی تہِ دل سے قدر کرتے ہیں اور ان میں خاطر خواہ تبدیلی پیدا ہو چکی ہے۔

ہمارے نزدیک یہ صورت حال نہایت خوش آئند اور پاکستان کی خارجہ پالیسی کی کامیابی پر دال ہے — ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں مزید خیر و برکت عطا فرمائے اور پاکستان اور تمام عالم اسلام ایک ہی سلسلہ میں منسلک نظر آئیں۔ ع

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

بھارت کی جنگی تیاریاں

لندن کے فوجی انسٹیٹوٹ کی "عالمی فوجی توازن" کے متعلق سالانہ رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ بھارتی افواج کی نفری اس وقت ۹ لاکھ ۷۷ ہزار ہے۔ ایک لاکھ ۲۴ ہزار افراد پر مشتمل علاقائی فوج اس کے علاوہ ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق بھارتی فضائیہ میں ڈیڑھ ہزار سے زیادہ طیارے بحریہ میں ۳۵ سے زائد بحری جہاز اور آبدوزیں اور بحری فضائیہ میں ۷۵ کے قریب طیارے ہیں۔ اسی طرح بری فوج میں سنچورین ٹینکوں کا ایک پورا آرمرڈ ڈویژن۔ شرمن ٹینکوں کا ایک رجمنٹ۔ ایک پراشوٹ بریگیڈ ایک ہزار سے زائد بکتر بند گاڑیاں جن میں آٹھ سو ٹینک اور اڑھائی ہزار توپیں ہیں۔ شامل ہیں۔ رپورٹ میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ کہ سال رواں میں بھارت اس مد میں ۹ ارب ۶۹ کروڑ ۸۰ لاکھ روپیہ صرف کرے گا۔

ان مختصر اعداد و شمار سے بھارت کی جنگی تیاریوں کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ اور پھر یہیں تک بس نہیں پچیس ڈویژن بھارتی فوج میں مسلسل اضافہ کیا جا رہا ہے اور جنگی ساز و سامان کی مقدار میں بھی برابر ترقی ہو رہی ہے۔ جن دنوں امریکہ نے پاکستان اور بھارت دونوں کو اسلحہ جنگ کی فراہمی روک دی

(باقی صہ ۶ پر)

مجلس ذکر | ۲ر جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ بمطابق ۷ر ستمبر ۱۹۶۷ء

چین و سکون اور اطمینان حاصل کرنے کا طریقہ!!

از جانشین شیخ التفسیر مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

(مرتبہ خالد سلیم - ایم - اے)

الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی:- امابعد- فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ کا بہت زیادہ شکر ہے - کہ جس نے ہمیں ایمان اور صحت جیسی دولت نصیب فرمائی ہے - اور مزید انعام یہ فرمایا کہ ہمیں ذاکر بنایا ہے - یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے -

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

ذکر اللہ کا شوق و ذوق اور رغبت کے لئے مختصر سا عرض کرتا ہوں -

قرآن مجید میں ارشاد ہے :

فَاذْكُرُونِیْ اَذْكُرْكُمْ (سو تم یاد رکھو مجھ کو میں یاد رکھوں گا تم کو) یعنی ہمارے انعام و اکرام کے بعد تم پر لازم ہے کہ ہم کو زبان سے دل سے ذکر سے فکر سے ہر طرح سے یاد کرو - اور اطاعت کرو - ہم تم کو یاد کریں گے یعنی نئی نئی رحمتیں اور عنایتیں تم پر ہوتی رہینگی اور ہماری نعمتوں کا شکر خوب ادا کرتے رہو - اور ہماری ناشکری اور معصیت سے بچتے رہو

ایک مرتبہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہترین عمل پوچھا گیا - تو آپؐ نے فرمایا ہر وقت اللہ کے ذکر سے اپنی زبان کو تر رکھو -

حدیث میں آیا ہے - کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ - اللہ کی یاد سے اپنے گھروں کو آباد رکھو - حضرتؒ ہر شام کو بچوں کو ساتھ بٹھا کر گھر میں ذکر فرمایا کرتے تھے - ہمیں بھی چاہیئے - کہ بیوی بچوں کے ساتھ مل کر گھر میں اللہ کا ذکر کریں - اس سے اللہ تعالےٰ کی رحمت و برکت اور عنایت ہوگی اور دلوں میں الفت و محبت پیدا ہوگی - اور دلوں کو اطمینان حاصل ہوگا - کیونکہ ارشاد خداوندی ہے کہ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (خبردار- دلوں کو اطمینان و چین اور سکون صرف اللہ کے ذکر سے نصیب ہوتا ہے)

آج لوگ چین و سکون حاصل کرنے کے لئے مارے مارے پھرتے رہتے ہیں - کوئی چین و سکون اولاد میں سمجھتا ہے اور کسی کا خیال کثرت مال میں ہے اور کوئی اچھی صحت میں سمجھتا ہے - اور اسی چین و سکون حاصل کرنے کے لئے دن رات کوشش کرتے ہیں - لیکن کسی کو اللہ تعالےٰ کے ارشاد کا خیال نہیں (الا ماشاء اللہ) اور اس پر یقین نہیں -

جب اللہ تعالےٰ نے فرمایا - کہ اطمینان اور سکون و چین صرف اور صرف میری یاد اور عبادت سے نصیب ہوگا - تو یہ ہماری بیوقوفی اور بدبختی ہے کہ ہم ذکر اور عبادت کو چھوڑ کر سکون و چین تلاش کرتے ہیں -

نماز روزہ وغیرہ کے لئے کچھ شرائط ہیں - نماز کے لئے کپڑوں کا پاک ہونا - وضو کرنا - جگہ کا پاک ہونا قبلہ رُخ ہونا شرط ہے روزے کے لئے صبح سے شام تک کھانے پینے سے پرہیز کرنا شرط ہے - لیکن ذکر اللہ کے لئے کسی قسم کی قید اور شرط نہیں اور نہ ہی اس کی کوئی مقدار معین ہے - اللہ کی یاد ہر وقت ہر حال میں اور ہر جگہ ہوسکتی ہے - جتنا زیادہ اللہ کا ذکر کیا جائے گا - اتنا ہی زیادہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے انعام اکرام ہوگا - اور نیت کے مطابق اجر نصیب ہوگا

صوفیائے کرام نے ذکر اللہ ہمہ وقت کرنے کے طریقے بتا دئے ہیں - سانس لیتے وقت اللہ کہو اور سانس باہر کرتے وقت "ھو" یعنی ہر سانس کے ساتھ اللہ کا ذکر کرو - انہوں نے چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اللہ کی یاد کرنے کے طریقے سکھلائے ہیں - یہ سب شوق ذوق اور رغبت کی باتیں ہیں - تاکہ انسان اللہ کا ذکر کرتا رہے - غافل نہ رہے جو چیز زبان سے بار بار دہرائی جائے - اور جس چیز کا بار بار تکرار کیا جائے - وہ دل میں جگہ کر لیتی ہے - اسی طرح جب ہم بار بار ذکر اللہ کریں گے - تو اللہ کا نام دل میں جگہ کرلے گا - اور پھر اللہ کے فضل سے ہم ہر گناہ سے محفوظ رہیں گے - اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے - اور ذکر اللہ کی جماعت کو ہمیشہ قائم رکھنے اور مضبوط بنانے کی توفیق عطا فرمائے - آمین

صدائے حق

مضطر گجراتی

اللہ کے سوا کوئی فریاد رس نہیں
گر کر اُسی کے سامنے فریاد کیجئے
ہنستے ہوؤں کو قہقہے دینے سے فائدہ؟
جو غم سے سرگراں ہیں انہیں شاد کیجئے
ظالم کا ہاتھ روکئے ممکن ہو جس طرح
مظلوم کی اعانت و امداد کیجئے
دولت کو خرچ کرکے رفاہی امور پر
مضبوط قوم و ملک کی بنیاد کیجئے
تعلیم عام کیجئے قرآن پاک کی
اس طرح ختم فتنۂ الحاد کیجئے
مضطر معاملاتِ شریعت میں احتیاط!!
جو کیجئے رقم وہ بالاسناد کیجئے

۱۰ جمادی الثانی ۱۳۸۷ھ بمطابق ۱۵ ستمبر ۱۹۶۷ء

حُبِّ دُنیا شیطانی شجر ہے اس سے بچیے!

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم:
بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم:-

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ

(س آل عمران - رکوع ۲- آیت ۱۴)

ترجمہ: لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے۔ جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی یہ دنیا کی زندگی کا فائدہ ہے۔

بزرگانِ محترم! اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ لوگوں کے لئے اشیائے مرغوبہ جیسے عورتیں، نرینہ اولاد، سونے چاندی کے ڈھیروں، نشان لگے ہوئے گھوڑوں، مویشیوں اور زرعی زمین کی محبت، خوش نما، خوش منظر اور خوش آئند کر دی گئی ہے یعنی لوگوں کے لئے ان چیزوں کی محبت کو زینت دے دی گئی ہے۔ حالانکہ یہ سب چیزیں دنیوی زندگی کا سامان اور جو برتنے کی چیزیں ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ دنیوی چیزوں کے لئے انسان کے دل میں اگرچہ طبعی طور پر کشش ڈال دی گئی ہے اور یہ چیزیں اسے بہت پسندیدہ ہیں لیکن ان کی محبت میں گرفتار ہو جانا مستحسن نہیں۔ چنانچہ دیکھا بھی گیا ہے کہ اکثر لوگ ان چیزوں کی محبت میں گرفتار ہو کر خدا کو بھول جاتے ہیں اسلام کی نظر میں ان چیزوں کو عزیز رکھنا بذاتِ خود گناہ نہیں بلکہ دنیاوی زندگی گزارنے کے لئے یہ ناگزیر ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھانا بُرا نہیں لیکن احتیاط بہرحال لازم ہے تاکہ ان کی طرف رجحان اور رغبت ضرورت سے زیادہ نہ ہو جائے اور ان میں مگن اور محو ہو کر انسان اپنے مقصدِ حیات اور اپنی منزل کو نہ بھول جائے۔

حاصل یہ نکلا کہ دنیوی ساز و سامان سب فانی اور دنیا ہی میں کام آنے والے ہیں۔ دنیا کے اٹھ جانے کے ساتھ ہی ان سے تعلق ٹوٹ جائے گا اور یہ کسی کام نہ آئیں گے۔ پس ان کو ان کی صحیح جگہ پر رکھتے ہوئے انسان کو ہر حال میں آخرت کا سامان کرتے رہنا چاہئے۔

مال واسباب کی فراوانی خواہشاتِ نفسانی کو بڑھاتی ہے

برادرانِ عزیز! تجربہ شاہد ہے کہ جب انسان کو مال و اسباب کی فراوانی حاصل ہوتی ہے تو پھر خواہشاتِ نفسانی کا اس پر غلبہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ مغلوبیت کے عالم میں قانونِ فطرت کی حدوں کو پھلانگ جاتا ہے۔ حالانکہ اس وقت اس کے دل اور ضمیر کی آواز خواہشاتِ نفسانی کی تکمیل کے خلاف اور فطرت کے عین مطابق ہوتی ہے اور شریعت نے دل اور ضمیر کی اس سچی فطری آواز کو "واعظ فی قلب کل مومن" ہر مومن کے دل میں اللہ کے واعظ کے نام سے تعبیر کیا ہے۔

مثال کے طور پر ہر انسان کو اس کی فطرت یہ کہتی ہے کہ اپنی بیوی کے سوا کسی دوسرے کی بیوی، بیٹی یا بہن کو ہاتھ نہ ڈال مگر خواہشاتِ نفسانی سے مغلوب ہو کر انسان یہ ناشائستہ حرکت کرتا ہے۔ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ قانونِ فطرت کے تشبیہ کرنے اور خلافِ فطرت کام کرنے کا ہی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے گھر تو لوگوں کے سامنے بغیر کسی روک ٹوک کے آتا جاتا ہے مگر دوسرے گھر میں جانے کے لئے چھپ چھپ کر جاتا ہے تاکہ کوئی دیکھ نہ سکے اور سوسائٹی کی گرفت کے علاوہ اس کی ضمیر خود اسے اس فعلِ بد پر ملامت کر رہی ہوتی ہے لیکن خواہشاتِ نفسانی اسے بہرہ کر دیتی ہیں اور وہ ضمیر کی آواز کو نہیں سن سکتا۔ اسی طرح جب انسان اپنا سرمایہ اور اپنی دولت کہیں لے جانا چاہتا ہے تو اسے کوئی خوف اور ڈر نہیں ہوتا مگر جب چوری کا مال کہیں لے جانا ہو تو اسے سو سو قسم کے وسوسے اور خطرے دل میں پیدا ہوتے ہیں اور یہ ضمیر اور فطرت کی وہ سچی آواز ہوتی ہے جو اسے اس کے بُرے فعل پر ملامت کر رہی ہوتی ہے مگر دنیوی ساز و سامان کی لالچ اور اس کی حد سے بڑھی ہوئی محبت اسے فطرت کی خلاف ورزی پر مجبور کر کے اس سے ناشائستہ فعل کا

ارتکاب کرا ہی دیتی ہے

حکیم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

کی حدیث مبارک ہے۔ عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے "خدا کی قسم، مَیں تمہاری تنگدستی سے نہیں ڈرتا بلکہ مجھے تمہارے متعلق اس بات کا خطرہ ہے کہ تم پر دنیا کشادہ کی جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ کی گئی تھی۔ پھر تم اس میں رغبت کرو گے جس طرح انہوں نے اس میں رغبت کی تھی۔ پھر تمہیں ہلاک کر دے گی جس طرح انہیں ہلاک کیا تھا۔"

نتیجہ

یہ برآمد ہوا کہ مال و دولت پر فریفتہ ہونا اور دنیا کی لذتوں اور چاہتوں میں گم ہو جانا انسانی ہلاکت کا سامان ہے۔ مال و دولت اور دنیا کا کسی کے پاس ہونا اسلام کے نزدیک معیوب نہیں مگر اس کی محبت میں گم ہو کر اور خواہشاتِ نفسانی میں فنا ہو کر فطرت کے تقاضوں کو بھول جانا اس کے نزدیک جہنم کا ایندھن فراہم کرنے کے مترادف ہے۔ پہلے کئی قومیں اسی حبِّ مال و جاہ کے باعث ہلاک ہوئیں اور اگر امتِ محمدیہؐ بھی اسی مرض میں گرفتار ہو گئی تو اس کی ہلاکت بھی قانونِ قدرت کے مطابق لازمی ہے۔

محترم حضرات! یاد رکھئے! حُبِّ دنیا ایک شیطانی شجر ہے۔ دولت، اقتدار، عیش اور غرور اس کی چار شاخیں ہیں اور تاریخ عالم شاہد ہے کہ اس درخت کے سائے نے عموماً قوموں کی مسرتوں کو برباد کیا اور چند لوگوں نے قوموں کی روحانیت کو لوٹ کر تاخت و تاراج کیا ہے۔

پھر اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ذاتی اقتدار، دولت، شہرت اور عیش کے تقاضوں میں سچی زندگی کا تصور قطعی ملیامیٹ ہو کر رہ جاتا ہے اور انسان شیطان کے ہاتھوں میں ناانصافی اور ظلم کا آلۂ کار بن کر اس جھوٹے غرور کا شکار ہو جاتا ہے کہ یہ تمام چیزیں اس کی اپنی ہمت کی کرشمہ کاریاں ہیں۔ حالانکہ اقتدار، دولت، عیش اور شہرت چند روزہ زندگی کی تباہ کن مصروفیتوں کے علاوہ کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

اسلام چاہتا ہے کہ انسان دنیا میں رہے مگر دل کا تعلق اللہ سے قائم رکھے۔ کام دنیا کے کرے لیکن مخلوقِ خدا کی خدمت اور انسانی اخوت و محبت کے جذبے اور خوفِ خدا سے اس کا دل خالی نہ ہو اور یہی وہ تصور ہے جو دنیا کو مساوات، انصاف، سچی شادمانی اور حقیقی مسرتوں سے ہمکنار کر سکتا ہے اور یہی وہ پاکیزہ اور کامل و اکمل نظریۂ حیات ہے جس کے دامن میں انسانیت فطری تقاضوں کے مطابق پنپ سکتی اور پروان چڑھ سکتی ہے۔

آئیے! ہم سب مل کر اس خدائی نظریۂ حیات کو اپنی زندگی کے لئے مشعلِ راہ بنائیں، ضمیر اور فطرت کی آواز کو سنیں، خواہشاتِ نفسانی پر غالب آئیں اور حُبِّ دنیوی کے بند کاٹ کر خدا سے لو لگائیں اور آخرت کی زندگی کا سامان تیار کریں۔ وما علینا الا البلاغ۔

بقیہ: شذرہ

تھی۔ تو اُس نے روس سے بھی اس بارے میں استصواب کر لیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود رُوس بھارت کو ابھی تک آبدوزیں مہیا کر رہا ہے۔ یہ صورت حال ایسی نہیں جس پر خاموش رہا جائے۔ ہمیں یقین ہے کہ ہماری حکومت اس سے بے خبر نہیں ہوگی اور وہ تمام مؤثر انتظامات کر رہی ہوگی۔ جو دفاعِ ملک اور قومی سلامتی کے لئے انتہائی ضروری ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس سلسلے میں تمام متعلقہ کارروائیوں سے عوام کو باخبر رکھا جائے۔ لیکن اتنا ضرور عرض کریں گے کہ عوامی کردار و حوصلہ کو بلند رکھنے کے لئے گاہ بگاہ چند ضروری تیاریوں سے قوم کو مطلع کر دینا مفید ہی نہیں لازمی ہے۔ تاکہ عوام بھی اپنے دفاعی فرائض سے غافل نہ رہیں۔ اور اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے بوقت ضرورت حکومت کے پورے پورے مددگار و معاون ثابت ہوں۔ اگر حکومت عوام کی فوجی تربیت کا پروگرام وضع کر کے نافذ کر دے تو یہ قدم دفاع کے نکتہ نظر سے انتہائی مفید و خوشگوار ہوگا۔

ہم صدر مملکت کو یہ مشورہ دینا بھی ضروری خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنے مجوزہ دورہ روس کے دوران روسی حکام کے سامنے جہاں پاکستان کی امن پسندانہ پالیسی کی وضاحت کریں۔ وہاں خود روس کا بھارت کو اسلحہ جنگ فراہم کرنے کا معاملہ بھی شکایتاً بیان کریں۔ اور روس کو اس جانبدارانہ ... پالیسی سے محترز رہنے پر زور دیں۔ تاکہ اسلحہ کا عدم توازن بھارت کے جنگی عزائم کو تیز کرنے اور امن کو برباد کرنے پر منتج نہ ہو۔

تنظیم اہلسنت پاکستان کے زیر اہتمام عظیم الشان

دو روزہ

خلافتِ راشدہ کانفرس

پروگرام: پہلا اجلاس ہفتہ کو صرف نماز عشاء کے بعد ہوگا۔ دوسرا اجلاس اتوار کو صبح ۹ بجے سے ایک بجے تک ہوگا۔ تیسرا اجلاس ۲½ بجے سے ۵½ بجے تک ہوگا۔ چوتھا اجلاس نماز عشاء کے بعد رات کے ایک بجے تک جاری رہے گا۔

اسلامیہ مڈل سکول سوہدرہ ضلع گوجرانوالہ

۱۹۴۲ء میں اعلحضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نام مبارک پر ایک طویلہ کی رجسٹری ہونے پر ادارہ کا افتتاح ہو گیا۔ ایک چھوٹی سی مسجد بنائی گئی جس میں کتاب و سنت کی نشر و اشاعت کا کام شروع ہو گیا۔ جنوری ۱۹۶۴ء میں مسجد کے ساتھ حویلی کی رجسٹری جامع شریعت و طریقت جانشین شیخ التفسیر کے نام مبارک پر کرائی گئی اب اس حویلی میں اسلامیہ مڈل سکول سوہدرہ کے کمرے تیار ہو رہے ہیں۔ ہر مسلمان بالخصوص جماعت کے متمول حضرات کو اس کارِ خیر میں ذوق شوق سے حصہ لینا چاہئے۔ سب سے پہلے شاخ انجمن خدام الدین کا شرف اسی ادارہ کو حاصل ہوا۔

لال دین ناظم اسلامیہ مڈل سکول سوہدرہ (گوجرانوالہ)

سلانوالی میں

خدام الدین کا تازہ پرچہ حافظ محمد ادریس پانی پتی سے حاصل کریں۔

عورتوں کا صفحہ

غم گسار نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(مولانا عاشق الٰہی)

(۲)

نماز پڑھنا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں پنجوقتہ نمازیں فرض نہیں ہوئی تھیں بلکہ ان کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تب فرض ہوئیں۔ البتہ مطلق نماز پڑھنا ضروری تھا (وقال فی البدایۃ فاما اصل الصلوٰۃ فقد وجب فی حیاۃ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) جسے وہ آنحضرت کے ساتھ پڑھا کرتی تھیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔ کہ جب مطلق نماز فرض ہوئی حضرت جبرئیل علیہ السلام آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور ایک جگہ اپنی ایڑی ماری۔ جس سے چشمہ ابل نکلا چنانچہ دونوں نے اس میں وضو کیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دو رکعتیں پڑھیں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وضو اور نماز سیکھ کر آپؐ دولت کدہ پر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ پکڑ کر اسی چشمہ پر لے گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرح ان کے سامنے وضو کیا اور دو رکعت پڑھیں۔ (البدایہ) اس کے بعد سے آپؐ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پوشیدہ طور پر نماز پڑھا کرتے تھے۔

عفیف کندی کا بیان ہے۔ کہ میں حج کے موقعہ پر عباس بن عبدالمطلب کے پاس آیا وہ تاجر آدمی تھے۔ مجھے ان سے خرید و فروخت کا معاملہ کرنا تھا۔ اچانک نظر پڑی کہ ایک شخص ایک خیمہ سے نکل کر کعبہ کے سامنے نماز پڑھنے لگا۔ پھر ایک عورت نکل کر آئی وہ بھی (ان کے پاس) نماز پڑھنے لگی۔ یہ ماجرا دیکھ کر میں نے کہا اے عباس! یہ کون سا دین ہے ہم تو آج تک اس سے واقف نہیں ہیں۔ حضرت عباس نے جواب دیا (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) کہ یہ نوجوان محمد بن عبداللہ ہے۔ جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ خدا نے اسے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور یہ کہتا ہے کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے اس کے ہاتھوں فتح ہوں گے۔ اور یہ عورت اس کی بیوی خدیجہؓ ہے جو اس پر ایمان لا چکی ہے۔ اور یہ لڑکا اس نوجوان کا چچیرا بھائی علیؓ بن ابی طالب ہے۔ جو اس پر ایمان لا چکا ہے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ سے اولاد

حضرت خدیجہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تمام اولاد ان ہی سے پیدا ہوئی اور کسی بیوی سے اولاد ہوئی ہی نہیں۔ صرف ایک صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپؐ کی باندی حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے محدثین اور مورخین کا اس پر اتفاق ہے ہے۔ کہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چار لڑکیاں ہوئیں۔ آپؐ کے لڑکے کتنے تھے؟ اس میں اختلاف ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ سب بچپن ہی میں وفات پا گئے اور عرب میں اس زمانے میں تاریخ کا خاص اہتمام نہ تھا اس لئے یہ امر پوری طرح ایسا محفوظ نہ رہ سکا، جس میں اختلاف نہ ہوتا۔

اکثر علماء کی تحقیق ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادے پیدا ہوئے۔ دو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور ایک حضرت ماریہ قبطیہؓ سے۔ اس اعتبار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چھ اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئیں، دو لڑکے اور چار لڑکیاں۔

سب سے پہلے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ ان ہی کے نام سے آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کنیت ابوالقاسم مشہور ہوئی نبوت سے قبل مکہ میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں وفات پائی ڈیڑھ دو سال کی عمر پائی۔ دوسرے صاحبزادے کا نام عبداللہ تھا۔ وہ بھی بچپن میں وفات پا گئے۔ ان کی پیدائش نبوت کے بعد ہوئی تھی۔ اس لئے اُن کا لقب طیب اور طاہر مشہور ہے (دونوں کے معنی "پاکیزہ" ہیں) آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں تھیں جن کے مفصل حالات اس کتاب میں درج کئے جا رہے ہیں۔ ان چاروں کے اسمائے گرامی یہ ہیں حضرت زینبؓ حضرت رقیہؓ، حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

فضائل و مناقب

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پاکیزگی اخلاق کی وجہ سے اسلام سے پہلے بھی "الطاہرہ" کے لقب سے مشہور تھیں۔ پھر آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نکاح میں آکر جو اپنی دانش مندی، عقل مندی اور خدمتگزاری سے فضائل و مناقب حاصل کیے، ان کا تو کہنا ہی کیا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کسی بیوی پر بھی مجھے اتنا رشک نہیں آیا، جتنا حضرت خدیجہؓ پر آتا تھا۔ حالانکہ میں نے ان کو دیکھا بھی نہ تھا۔ اس رشک کی وجہ یہ تھی کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اکثر یاد فرمایا کرتے تھے اور اکثر یہ بھی ہوا

کہ آپ نے بکری ذبح فرمائی تو اس میں سے اُن کی سہیلیوں کے پاس بھی گوشت بھیجا۔ ایسے موقعہ پر بعض مرتبہ میں نے کہا کہ آپ کو اُن کا ایسا خیال ہے جیسے دنیا و آخرت میں اُن کے علاوہ آپ کی اور کوئی بیوی ہی نہیں۔ یہ سن کر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ وہ ایسی اچھی تھیں۔ اور اُن سے میری اولاد ہوئی۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بھی روایت فرماتی ہیں۔ کہ ایک مرتبہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ کا تذکرہ فرمایا۔ اور بہت تعریف فرمائی مجھے یہ سن کر وہی عورتوں والی غیرت سوار ہوئی۔ کہ ایک سوکن کے سامنے دوسری سوکن کا ذکر اچھے طریقے پر کیوں ہوا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قریش کی ایک بڑھیا کو آپ یاد فرماتے ہیں جو عرصہ ہوا وفات پا چکی۔ یہ سن کر آپؐ کا چہرہ انور بدل گیا۔ جو نزول وحی یا آسمان پر غبار یا بادل ہونے کے علاوہ اور کسی وقت بھی ایسا نہیں بدلتا تھا (البدایہ)

ایک مرتبہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی خدمت میں کھانا اور سالن لے جا رہی تھیں، ابھی پہونچنے بھی نہ پائی تھیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام آپؐ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ خدیجہ آ رہی ہیں، وہ آپ کے پاس پہونچ جائیں تو ان کو میرا سلام پہونچا دیجئے اور ان کو جنت کا ایسا مکان مل جانے کی خوشخبری سنا دیجئے جو موتی کا ہوگا۔ جس میں تکلیف ذرا نہ ہوگی۔ اور رنجیدہ کرنے والی ذرا آواز تک نہ ہوگی (مشکوٰۃ شریف)

ایک مرتبہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کی عورتوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم (فرعون کی بیوی) ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لاکر گھر سے باہر نہیں جایا کرتے تھے، جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تذکرہ نہ فرما لیتے تھے۔

وفات

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنہ ۱۰ نبوی میں بماہ رمضان المبارک مکہ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۶۵ سال کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں کم و بیش ۲۵ سال رہیں ۱۵ برس نبوت سے پہلے اور دس سال نبوت مل جانے کے بعد۔ ان کی قبر حجون میں ہے جسے اب جنت المعلیٰ کہتے ہیں اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نہیں آیا تھا لہذا حضرت خدیجہؓ اسی طرح دفن کر دی گئیں۔ جب تک حضرت خدیجہؓ زندہ رہیں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور عورت سے نکاح نہیں فرمایا۔ ان کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ سے نکاح فرمایا۔

رَضِیَ اللہُ تَعَالیٰ عَنْهَا وَاَرْضَاهَا

بقیہ: درس قرآن

یہ کافر ہے اس نے تو پکا انکار کر دیا (۲) ایک ہے کفر کا سبب استہزاء (ٹھٹھا کرنا) دین کے ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے، دین کے ساتھ مخول کرتا ہے، یہ استہزاء بھی سبب ہے کفر کا۔

اسی تیمور کا جس کا میں نے ابھی ذکر کیا واقعہ آپ سن لیجئے تیمور کے زمانے میں یہ واقعہ ہوا۔ بڑے عجیب لوگ تھے — حکومتیں بھی کیں۔ لیکن قرآن بھی ساتھ رکھا۔ آخر انسان ہے ہر وقت ایک حالت پر تو نہیں رہ سکتا نا — حضورؐ بھی کبھی کبھی خوش مزاجی فرمایا کرتے تھے لیکن شریعت کی حدود کے اندر خوش مزاجی درست ہے۔ اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہنسی مذاق، اپنے دوستوں کے ساتھ شریعت کے مطابق مذاق درست ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک صحابی آیا۔ حضورؐ نے پوچھا "تو کون ہے؟" اس نے کہا۔ جی "انا" (میں ہوں) فرمایا "انا، انا" کیا ہوتا ہے۔ نام بتاؤ تم کون ہو؟ یہ ایک بڑا اچھا مذاق ہو گیا، دل لگی ہو گئی — ایک بڑھیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی — عرض کی۔ "اللہ کے نبی! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) بڑھیا جنت میں جائے گی؟" فرمایا "نہیں۔ بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی" وہ رو پڑی۔ اس کو تو فکر تھی جنت کی — ہمارا لکھا تھوڑا ہی تھا۔ میں اپنی بچیوں سے بھی درخواست کرتا ہوں قیامت کا فکر کیجئے۔ یہ زندگی یہیں رہ جائے گی۔ (اللہ تعالیٰ سب بچوں کو، بچیوں کو جنت نصیب فرمائے۔ اور قبر کے عذاب سے محفوظ رکھے) وہ رو پڑی کہ "اللہ کے نبی! بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی؟" فرمایا "تم کیوں رو پڑی؟ تم جاؤ گی" عرض کی۔ "حضورؐ! میں تو بوڑھی ہوں" فرمایا۔ "نہیں۔ قرآن میں آتا ہے کہ ہم عورتوں کو جب قیامت کے دن اٹھائیں گے فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۝ ہم ان کو جوانوں کی شکل دے کر جنت میں لے جائیں گے۔ تو جنت میں جائے گی لیکن اس شکل میں نہیں جائے گی۔ تو جنت میں جوانی کی شکل میں جائے گی" دل لگی بھی ہو گئی۔ مسئلہ بھی حل ہو گیا وہ خوش بھی ہو گئی۔

یعنی میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آج ہم اگر دل لگی کرتے ہیں تو وہ بھی شریعت کے خلاف۔ ہم افسانے جھوٹے پڑھتے ہیں حالانکہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ جو کوئی جھوٹ بولتا ہے لوگوں کو ہنسانے کے لئے۔ اس پر خدا کی لعنت ہے۔ صحیح حدیث ہے جو کوئی جھوٹ بولتا ہے لوگوں کو ہنسانے کے لئے، یہ افسانے، یہ ناول اکثر فرضی ہوتے ہیں۔ خوش رہنا اور خوش مزاجی اور چیز ہے لیکن دین کے ساتھ تمسخر اور خلافِ شریعت مذاق یہ اور چیز ہے۔ اسلام مردہ دلی نہیں سکھاتا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ اقدس ہنستا رہتا تھا دانت مبارک ہنستے رہتے تھے۔ جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے ملتے مسکرا کر ملتے۔ کبھی آپؐ نے کسی کو ترشروئی کے ساتھ خطاب نہیں فرمایا۔ (باقی آئندہ)

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درسِ قرآن

منعقدہ ۲۹ جنوری ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۹)

پس میرے بزرگو! ہمارے کچھ "مفسّر" جنھوں نے قرآن کو اپنے عقل سے ناپنا چاہا تھا ــــ ان کو تو "مفسر" کہنا بھی گناہ ہے، محرّف تھے، قرآن کی تحریف کرنے والے - انھوں نے جو کچھ کہا، یہ کہہ دیا تھا کہ یہ باتیں مجازی ہیں اور یہ ہیں اور وہ ہیں، حالانکہ اب اگر ہوتے تو وہ دیکھ لیتے حقیقی ہیں کہ مجازی ہیں اب آواز محفوظ ہو رہا ہے کہ نہیں؟ جو چیز کنٹرول میں آسکے وہ مادی ہوتی ہے کہ جوہر ہوتا ہے؟ اب میرا آواز آپ لوگ ریکارڈ کر لیتے ہیں، مجھ جیسے گنہگار کے درس کو ریکارڈ کیا جاتا ہے، تقریریں ریکارڈ ہوتی ہیں اور اب تو دنیا والے بڑے اونچے جا چکے ہیں - مَیں نے سنا ہے کہ روسی سائنسدان یہ کوشش کر رہے ہیں کہ تیمور کے خیالات کو بھی کسی طرح حاصل کیا جائے یعنی اپنے زمانے میں جو کچھ وہ بولا تھا - ایک لنگڑا بادشاہ جس نے کہ پورے ایشیا پر حکومت کی تھی، اس کے دماغ کی قوت کیا تھی؟ اس کے الفاظ میں کیا حقیقت دبی ہوتی تھی؟ ان الفاظ کو حاصل کیا جائے ــــ تو اب اس کے لئے کوشش ہو رہی ہے - ان کا یہ نظریّہ ہے کہ جو کچھ منہ سے انسان نکالتا ہے وہ فنا نہیں ہوتا بلکہ وہ فضا میں موجود رہتا ہے جب کسی آلے کو جو اس آواز کو کھینچ سکے لگایا جائے تو آواز حاصل کی جا سکتی ہے - اور یہ تو آپ بھی مانتے ہیں، میں بھی مانتا ہوں، یہ جو ہمارے گھروں میں پڑے ہیں "ریڈیو شریف" ــ ریڈیو شریف سے خدا مجھے اور آپ کو بچائے - پتہ نہیں آپ آمین کہتے ہیں کہ نہیں، میں تو کہتا ہوں آمین - یہ جو ریڈیو شریف ہمارے گھروں میں پڑے ہیں میرے بزرگو! یہ آواز کھینچتے ہیں کہ نہیں کھینچتے؟ آواز دیکھی ہے کسی نے؟ اور اب تو آگیا ہے وہ ساتھ ٹیلی ویژن بھی - وہ گانے والی، بولنے والی بھی ساتھ آجائے گی، اب تو وہ بھی "نظارہ" مفت میں مل جائے گا - پتہ چل جائے گا کہ ہاں یہ ہے "صورتِ شریفہ" کہنے والی ــــ عجیب بیماری مسلمانوں میں آچکی ہے، اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو صحیح سمجھ نصیب فرمائے - اخبار میں کوئی بیان دیتا ہے تو فوٹو ساتھ، کوئی میری بچی مضمون دیتی ہے تو فوٹو ساتھ ــــ اس پر بعض بچیاں خفا ہو گئی ہیں - ہونے دیں - مَیں تو ٹھیک کہتا ہوں - کوئی بات لکھتی ہیں تو فوٹو ساتھ - فوٹو کے بغیر گویا تعارف ہی نہیں ہو سکتا ــــ یہ کیا بلا ہے؟ کیا مصیبت ہے؟

تو یہ آواز محفوظ ہو رہا ہے یا نہیں؟ آواز تولا جاتا ہے یا نہیں؟ اب تو آواز کا وزن بھی ہے - آواز کو تولا جاتا ہے - تم دیکھتے ہو کتنی ڈگری پہ یہ لاؤڈ سپیکر چل رہا ہے - یہ آواز وزن ہو رہا ہے - بخاروں کو تم وزن کرتے ہو، تھرمامیٹر لگاتے ہو کہ کتنی ڈگری بخار ہے - بخار کو تول رہے ہو کہ نہیں تول رہے ہو؟ اسی طرح قیامت کے دن اعمال تولے جائیں گے - اعمال شکل کے روپ میں اللہ تعالےٰ کے سامنے پیش ہوں گے - سورتِ کہف کے آخر میں دیکھ لیجئے - وَوَجَدُوا مَا عَمِلُوا حَاضِرًا - دنیا میں بندوں نے جو عمل کیا ہوگا وہ عمل اپنی شکل میں پیش ہوگا - وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا ٥ اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا - جو عمل کیا، عمل شکل میں پیش ہو جائے گا - تو وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ نِ الْحَقُّ ج فرمایا کہ اعمال کا تولا جانا قیامت کے دن حق ہوگا - وہ وقت آنے والا ہے کہ تمہارے اعمال اے انسانو! تولے جائینگے تم ان اعمال کی فکر کرو تم ان اعمال میں پھنسے ہو - فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ٥ پس وہ انسان جن کے پلڑے بھاری ہو جائیں گے پس وہی کامیاب ہونگے - جن میں کچھ پڑ گیا تو کامیاب - پڑا ہی کچھ نہیں (اللہ ایسی زندگی سے بچائے) اعمال میں ہی کچھ نہیں جو تولے جائیں، تو پھر بتائیے کیا ہوگا؟ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ٥ اور جن کے پلڑے ہلکے رہ گئے پس بے شک یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنا نقصان کیا، بگاڑا کسی کا کچھ نہیں، اپنا نقصان کیا بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ٥ کہ دنیا میں میرے حکموں کا انکار کرتے تھے یہ منکر تھے میرے حکموں کے، قیامت کے دن ان کے لئے کوئی نامۂ اعمال قابلِ وزن نہ ہوگا - ان کا نامۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں ہوگا - ان کے اعمال کے تولنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی - دوسری سورت میں فرمایا جہاں اصحاب کہف کا ذکر ہے اللہ فرماتے ہیں - فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ٥ ایسے انسانوں کے اعمال تولنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوگا ــــ کیوں؟ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ٥ ان کی سزا جہنم کیوں ہے؟ میرے حکموں کو اور میرے رسولوں کو کیا بنایا تھا؟ هُزُوًا ٥ ٹھٹھا کرتے تھے -

میرے بزرگو! ٹھٹھا بھی کفر ہے - ٹھٹھا کسے کہتے ہیں؟ ہلکا سمجھنا کسی بات کو - یاد رکھیے! قرآن مجید کی روشنی میں میرے بزرگو! کفر کے تین سبب ہیں ــــ مَیں قرآن بیان کر رہا ہوں ــــ قرآن کریم کی روشنی میں کفر کے تین سبب ہیں (۱) انکارِ محض (کلّی انکار) ایک بدبخت کہتا ہے کہ مَیں خدا کو نہیں مانتا، ایک بدبخت کہتا ہے مَیں حضورِ انور کو نہیں مانتا (نعوذ باللہ) ایک بدبخت کہتا ہے کہ مَیں اللہ کو نہیں مانتا (نعوذ باللہ

(باقی صفحہ پر)

بابا قائم الدین

ایک مردِ درویش

جس نے ساری زندگی مسجد شیرانوالہ میں گذار دی

حافظ نور محمد انور

آج سے ٹھیک ۴۷ برس پہلے پھندر کے راجپوتاں تحصیل نارووال کا ایک نوجوان قائم الدین محنت مزدوری کرنے کی غرض سے لاہور آیا۔ اور گھاس وغیرہ کاٹ کر گذر اوقات کرنے لگا۔ یہ نوجوان دن کو گھاس وغیرہ کاٹتا اور رات کو مسجد شیرانوالہ میں آکر سو جاتا، کچھ دن یہ سلسلہ چلتا رہا۔ ایک دن قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کی نظرِ شفقت اس پر پڑ گئی۔ فرمایا۔ "اے قائم الدین! گھاس وغیرہ کاٹنا اب چھوڑ دو یہیں مسجد میں رہ کر اللہ اللہ کیا کرو اور اللہ کا دین سیکھا کرو۔ خدا تمہیں سب کچھ عطا فرمائے گا"

قائم الدین کے دل میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بات بیٹھ گئی۔ آخر بیٹھتی کیوں نہ؟ یہ کوئی معمولی انسان کی بات نہ تھی بلکہ اس ولیٔ کامل کی زبان سے نکلی ہوئی بات تھی۔ جس نے نصف صدی تک اہل لاہور اور پنجاب کے گوشے گوشے کو علم و عرفان کی بارش سے سیراب کیا اور زندگی کا لمحہ لمحہ رُشد و ہدایت، دینِ حق کی تبلیغ و اشاعت، قرآن و سنت کی تعلیم اور عوام کی روحانی تربیت میں گذار دیا۔

لاکھوکھا سیاہ دل انسان جو مدت سے شرک و بدعت کے اندھیروں میں بھٹک رہے تھے اور گمراہی و ضلالت کی وادیوں میں در بدر ٹھوکریں کھا رہے تھے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ورودِ مسعود اور فیضانِ نظر سے یکسر شرک و بدعت کی تاریکیوں سے نکل کر توحید و سنت کی روشنی میں آگئے اور ان کے تیرہ و تار قلوب یکسر نورِ حق سے منور و مستنیر ہوگئے۔

بابا قائم الدین بھی اسی چمنستانِ توحید و سنت کا گلِ شگفتہ اور اسی شمع ضیا بار کا پروانہ تھا لیکن ۴۷ سال قبل کسے معلوم تھا کہ یہ گھاس کاٹنے والا نوجوان اس ولیٔ کامل کی صحبت میں رہ کر ایک دن کامل اور عامل انسان بن جائے گا۔ اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے اس نوجوان کے متعلق یہ الفاظ نکلیں گے۔ کہ:۔

"اگر دنیا میں کسی جنتی کو دیکھنا ہو تو قائم الدین کو دیکھ لو"

بابا قائم الدین ۱۹۲۰ء میں مسجد شیرانوالہ میں آئے اور ۴۲ سال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر فیض حاصل کیا۔ بالکل اَن پڑھ دیہاتی تھے۔ قرآن کریم باترجمہ پڑھا۔ احادیثِ رسول ؐ حفظ کیں اور یہ بات بلامبالغہ کہی جا سکتی ہے کہ اکثر مولویوں سے زیادہ آیاتِ قرآنی اور احادیثِ نبوی ؐ بابا قائم الدین کو یاد تھیں اور وہ انہیں مزے لے لے کر بلا تکلف بیان کیا کرتے تھے۔

۱۹۶۲ء میں جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے تو بابا قائم الدین کا دل اداس اداس سا رہنے لگا۔ جب تک حضرت رحمۃ اللہ علیہ زندہ رہے روٹی صبح و شام ان کے لئے اپنے گھر سے بھجواتے رہے اور رمضان شریف میں بصورتِ نقدی ان کو خرچہ دیتے۔

بابا قائم الدین کی عبادت کا یہ عالم تھا کہ کبھی بھی نماز باجماعت قضا نہیں کی۔ نماز میں جب کھڑے ہوتے تو ہمیشہ صفِ اوّل میں امام صاحب کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے نماز تو بجائے خود تہجد کی نماز سے بھی کبھی وہ غافل نہیں ہوتے۔

ایک دن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے۔ حضرت ؒ نے فرمایا۔ کیا حال ہے؟ کہنے لگا۔ اللہ کا فضل ہے "بس میرے لئے یہ دعا فرما فرما دیجئے کہ اللہ تعالےٰ مجھے بیت اللہ اور گنبدِ خضرےٰ کی زیارت سے مشرف فرمائے"۔ حضرت ؒ نے دعا فرمائی اور فرمایا۔ انشاء اللہ یہ سعادت تمہیں ایک نہ ایک دن ضرور نصیب ہوگی آخر یہ سعادت انہیں نصیب ہو ہی گئی اور ایک اللہ کا بندہ انہیں ہوائی جہاز پر حج کروا لایا۔

بابا قائم الدین شریعت کے پابند اور اصول کے پکے تھے چنانچہ ان کی وفات کے بعد جب ان کا سامان ان کے ورثاء کے حوالے کرنے کے لئے الماریاں کھولی گئیں تو دیگر سامان کے علاوہ کچھ نقدی بھی ملی۔ نقدی کی الگ الگ پڑیاں بندھی ہوئی تھیں اور ہر پڑی پر لکھا ہؤا تھا۔ یہ زکوٰۃ کی رقم ہے یہ فلاں صاحب نے دی ہے اور فلاں جگہ خرچ کرنی ہے اور یہ فلاں مدّ پر خرچ کرنی ہے۔ سبحان اللہ! کیا کہنے ان کے اس زہد و تقوےٰ کے کہ کسی نے اگر غریب سمجھ کر امداد کی ہے تو اس امداد میں سے بھی زکوٰۃ ادا کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان پر زکوٰۃ دینا فرض نہیں تھی۔ اس سے بڑھ کر ان کے جنتی ہونے کی اور کیا مثال ہو سکتی ہے؟

گرمیوں کے دنوں میں روزانہ گیارہ بجے مسجد سے نکل کر دفتر خدام الدین میں آ جاتے اور پنکھے کے نیچے نماز ظہر تک آرام فرماتے۔ دفتر کے عملہ سے نہایت خندہ پیشانی اور حلم و مروّت سے گھل مل کر گفتگو کرتے۔ ماضی کے حالات سناتے اور کبھی کبھی احادیث رسول ؐ باترجمہ سناتے اور قرآنِ کریم کی آیات پڑھ کر جنت کی نعمتوں اور دوزخ کی سختیوں کا حال سناتے اور تنبیہ کرتے کہ تم بھی نیک اور ایک ہو جاؤ۔ خصوصاً راقم الحروف اور سید اظہر خلیل

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

مولانا محمد حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی

حضرت آدم علیہ السلام

(۴)

آدمؑ کا خُلد سے نکلنا

اب ابلیس کو ایک موقعہ ہاتھ آیا اور اس نے حضرتِ آدم و حوّا کے دل میں یہ وسوسہ ڈالا کہ یہ شجر "شجرِ خلد" ہے اس کا پھل کھانا جنت میں سرمدی آرام اور سکونت اور قربِ الٰہی کا ضامن ہے اور قسمیں کھا کر ان کو باور کرایا کہ مَیں تمہارا خیرخواہ ہوں، دشمن نہیں ہوں۔ یہ سن کر حضرتِ آدمؑ کے انسانی اور بشری خواص میں سب سے پہلے نسیان (بھول چوک) نے ظہور کیا اور وہ یہ فراموش کر بیٹھے کہ اللہ تعالےٰ کا یہ حکم حکمِ امتناعی تھا یا مربیانہ مشورہ۔ اور آخر کار جنّت کے دائمی قیام اور قربتِ الٰہی کے شوق نے عزم میں لغزش پیدا کر دی اور انہوں نے اس کو کھا لیا۔ اس کو کھانا تھا کہ بشری لوازم ابھرنے لگے، دیکھا تو ننگے ہیں اور لباس سے محروم، جلد جلد (آدم و حوا) دونوں پتّوں سے ستر ڈھانکنے لگے گویا انسانی تمدّن کا یہ آغاز تھا کہ اس نے تن ڈھانکنے کے لئے سب سے پہلے پتّوں کو استعمال کیا۔

اِدھر یہ ہو رہا تھا کہ خدائے تعالیٰ کا عتاب نازل ہُوا اور آدم سے باز پرس ہوئی کہ ممانعت کے باوجود یہ عدولِ حکمی کیسی؟ آدم آخر آدم تھے، مقبولِ بارگاہِ الٰہی تھے۔ اس لئے شیطان کی طرح مناظرہ نہیں کیا اور اپنی غلطی کو تاویلات کے پردہ میں چھپانے کی سعی نامشکور سے باز رہے ندامت و شرمساری کے ساتھ اقرار کیا کہ غلطی ضرور ہوئی لیکن اس کا سبب تمرّد اور سرکشی نہیں ہے بلکہ بربنائے بشریت بھول چوک اس کا باعث ہے، تاہم غلطی ہے اس لئے توبہ و استغفار کرتے ہوئے عفو و درگذر کا خواستگار ہوں۔ حضرتِ حق نے ان کے اس عذر کو قبول فرما لیا اور معاف فرما دیا۔ مگر وقت آ گیا تھا کہ حضرتِ آدمؑ خدا کی زمین پر "حقِ خلافت" ادا کریں اس لئے بہ تقاضائے حکمت یہ فیصلہ سنایا کہ تم کو اور تمہاری اولاد کو ایک معیّن وقت تک زمین پر قیام کرنا ہو گا اور تمہارا دشمن ابلیس بھی اپنے تمام سامانِ عداوت کے ساتھ وہاں موجود رہے گا اور تم کو اس طرح ملکوتی اور ابلیسی دو متضاد طاقتوں کے درمیان زندگی بسر کرنی ہو گی۔ اس کے باوجود اگر تم اور تمہاری اولاد مخلص بندے اور سچے نائب ثابت ہوئے تو تمہارا اصلی وطن "جنّت" ہمیشہ کے لئے تمہاری ملکیت میں دے دیا جائیگا۔ لہٰذا جاؤ تم اور حوّا دونوں یہاں سے زمین پر اُترو اور اس طرح انسانوں کے باپ اور خدائے تعالےٰ کے خلیفہ آدمؑ نے اپنی رفیقۂ حیات کے ساتھ خدا کی زمین پر قدم رکھا۔

وَ قُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ ــــ تا ــــ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(سورہ بقرہ آیت ۳۵ تا ۳۸)

ترجمہ: پھر (ایسا ہُوا کہ) ہم نے آدم سے کہا۔ اے آدم! تم اور تمہاری بیوی، دونوں جنت میں رہو، جس طرح چاہو کھاؤ پیو، امن چین کی زندگی بسر کرو، مگر دیکھو، وہ جو ایک درخت ہے، تو کبھی اس کے پاس نہ پھٹکنا، اگر تم اس کے پاس گئے تو (نتیجہ یہ نکلے گا کہ) حد سے تجاوز کر بیٹھو گے اور ان لوگوں میں سے ہو جاؤ گے، جو زیادتی کرنے والے ہیں۔ پھر (ایسا ہُوا کہ) شیطان کی وسوسہ اندازی نے ان دونوں کے قدم ڈگمگا دئے۔ اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ جیسی کچھ (راحت و سکون کی) زندگی بسر کر رہے تھے، اس سے نکلنا پڑا۔ خدا کا حکم ہُوا یہاں سے نکل جاؤ۔ تم میں سے ہر وجود دوسرے کا دشمن ہے، اب تمہیں (جنت کی جگہ) زمین میں رہنا ہے اور ایک خاص وقت تک کے لئے (جو علمِ الٰہی میں مقرر ہو چکا ہے) اس سے فائدہ اٹھانا ہے۔ پھر ایسا ہُوا کہ آدمؑ نے اپنے پروردگار کے القاء سے چند کلمات معلوم کر لئے (جن کے لئے اُس کے حضور قبولیت تھی) پس اللہ نے اُس کی توبہ قبول کر لی۔ اور بلاشبہ وہی ہے جو رحمت، درگذر کرنے والا ہے۔ اور اس کے درگذر کی کوئی انتہا نہیں۔ (آدمؑ کی توبہ قبول ہو گئی، لیکن جس زندگی سے وہ نکل چکا تھا، دوبارہ نہیں مل سکتی تھی۔ پس) ہمارا حکم ہُوا۔ اب تم سب یہاں سے نکل چلو۔ (اور جس نئی زندگی کا دروازہ تم پر کھولا جا رہا ہے اسے اختیار کر لو) لیکن (یاد رکھو) جب کبھی ایسا ہوگا کہ ہماری جانب سے تم پر راہ (حق) کھولی جائے گی، تو تمہارے لئے دو ہی راہیں ہوں گی۔ جو کوئی ہدایت کی پیروی کرے گا اس کے لئے (کامیابی و سعادت ہوگی) کسی طرح کا کھٹکا نہیں، کسی طرح کی غمگینی نہیں۔

وَ قُلْنَا يٰۤاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ ــــ تا ــــ قَالَ فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَ فِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَ مِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ○ (اعراف: ۱۹ تا ۲۵)

ترجمہ: اے آدم! تُو اور تیری بیوی دونوں جنّت میں رہو سہو اور جس جگہ سے جو چیز پسند آئے شوق سے کھاؤ۔ مگر دیکھو، (وہ جو ایک درخت ہے، تو) اس درخت کے قریب بھی نہ جانا۔ اگر گئے تو یاد رکھو تم زیادتی کرنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ لیکن پھر ایسا ہُوا کہ شیطان نے ان دونوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالا۔ تاکہ ان کے ستر جو ان سے چھُپے تھے، ان پر کھول دے۔ اس نے کہا۔ تمہارے پروردگار نے اس درخت سے جو تمہیں روکا ہے تو صرف اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو، تم فرشتے بن جاؤ یا دائمی زندگی تمہیں حاصل ہو جائے، اس نے قسمیں

کھا کھا کر یقین دلایا کہ میں تم دونوں کو خیرخواہی سے نیک بات سمجھانے والا ہوں۔ غرضیکہ (شیطان) اس طرح کی باتیں سنا سنا کر بالآخر) انہیں فریب میں لے آیا۔ پھر جونہی ایسا ہوا کہ انہوں نے درخت کا پھل چکھا، ان کے ستر ان پر کھل گئے۔ اور (جب انہیں اپنی برہنگی دیکھ کر شرم محسوس ہوئی، تو) باغ کے پتّے اوپر تلے رکھ کر اپنے جسم پر چپکانے لگے۔ اس وقت ان کے پروردگار نے پکارا "کیا میں نے تمہیں اس درخت سے نہیں روک دیا تھا۔ اور کیا میں نے نہیں کہہ دیا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے" انہوں نے عرض کیا "پروردگار! ہم نے اپنے ہاتھوں اپنا نقصان کیا۔ اگر تو نے ہمارا قصور نہ بخشا اور ہم پر رحم نہ فرمایا، تو ہمارے لئے بربادی کے سوا کچھ نہیں" فرمایا "یہاں سے نکل جاؤ، تم ایک دوسرے کے دشمن ہو، اب تمہارے لئے زمین میں ٹھکانا ہے اور یہ کہ ایک خاص وقت تک وہاں سروسامانِ زندگی سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ اور فرمایا "تم اسی میں جیوگے اسی میں مروگے پھر اسی سے (مرنے کے بعد) نکالے جاؤگے"

وَلَقَدْ عَهِدْنَا إِلَىٰ آدَمَ مِنْ قَبْلُ ـــ تا ـــ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ۝ (طٰہٰ۔ آیت ۱۱۵ تا ۱۲۳)

ترجمہ: اور یہ واقعہ ہے کہ ہم نے آدمؑ کو پہلے سے جتا کر عہد لے لیا تھا۔ پھر وہ بھول گیا۔ اور ہم نے (نافرمانی کا) قصد اس میں نہیں پایا تھا۔ اور پھر جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا تھا "آدم کے آگے جھک جاؤ" سب جھک گئے تھے مگر ابلیس نہیں جھکا ـــ اس نے انکار کیا۔ اس پر ہم نے کہا "اے آدم! (دیکھ لے) یہ (ابلیس) تیرا اور تیری بیوی کا دشمن ہے، ایسا نہ ہو یہ تمہیں جنت سے نکال کے رہے۔ اور تم محنت میں پڑ جاؤ ـــ تمہارے لئے اب ایسی زندگی ہے کہ نہ تو اس میں بھوکے رہتے ہو نہ برہنہ۔ نہ تمہارے لئے پیاس کی جلن ہے نہ سورج کی تپش (اگر اس سے نکلے تو سرتا سر محنت میں مبتلا ہو جاؤگے) لیکن پھر شیطان نے آدم کو وسوسہ میں ڈالا۔ اس نے کہا "اے آدم! میں تجھے ہمیشگی کے درخت کا نشان دے دوں؟ اور ایسی پادشاہی جو کبھی زائل نہ ہو" چنانچہ دونوں نے (یعنی آدم اور اس کی بیوی نے اس درخت کا پھل کھا لیا اور دونوں کے ستر ان پر کھل گئے۔ تب ان کی حالت ایسی ہو گئی کہ باغ کے پتّے توڑنے لگے اور ان سے اپنا جسم ڈھانکنے لگے۔ غرضیکہ آدم اپنے پروردگار کے کہنے پر نہ چلا۔ پس وہ (جنت کی زندگی سے) بے راہ ہو گیا (لیکن) پھر اس کے پروردگار نے اسے برگزیدہ کیا۔ اس پر (اپنی رحمتوں سے) لوٹ آیا ـــ اس پر (زندگی و عمل کی) راہ کھول دی۔ چنانچہ اللہ نے حکم دیا تھا ـــ "تم دونوں اکٹھے یہاں سے نکل چلو ـــ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہوا۔ (اب تم پہ ایک دوسری زندگی کی راہ کھلے گی)، پھر اگر میری طرف سے تمہارے پاس (یعنی تمہاری نسل کے پاس) کوئی پیامِ ہدایت آیا، تو (اس بارے میں میرا قانون یاد رکھو) جو کوئی میری ہدایت پر چلے گا وہ نہ تو راہ سے بے راہ ہوگا نہ دکھ میں پڑے گا (باقی آئندہ)

بقیہ: ایک مردِ درویش

سے تو نہایت بے تکلف تھے، اور بڑی شفقت سے پیش آتے تھے ـــ موصوف کا ہنسی مذاق صرف دفتر کے عملہ تک ہی محدود نہ تھا بلکہ دیگر دوستوں سے بھی ہنستے رہتے اور ایک مسکراہٹ ہر وقت ان کے چہرے پر کھیلتی رہتی۔

گیارہ بجے سے ظہر تک جب دفتر خدام الدین میں آرام کرتے تو ہر پندرہ بیس منٹ کے بعد اچانک جاگ اٹھتے، ہم سے پوچھتے، اذان تو نہیں ہوئی؟ اور خود بھی گھڑی کو بغور دیکھتے جب تسلی ہو جاتی تو پھر سو جاتے۔ اس طرح دو تین گھنٹوں کے وقفہ میں کئی مرتبہ اٹھتے۔ حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں آخری دن (جس دن فوت ہوتے ہیں) تقریباً بارہ بجے دفتر خدام الدین میں پنکھے کے نیچے آرام کرنے آتے تو طبیعت بہت خراب تھی آ کر لیٹ گئے۔ اُس دن حضرت مولانا سید نورالحسن شاہ بخاری بھی تشریف لائے ہوتے تھے۔ جناب مولانا ڈاکٹر مناظر حسین نظر ایڈیٹر خدام الدین بخاری صاحب سے بابا قائم الدین کا تعارف کرا رہے تھے مگر بابا قائم الدین کی نگاہیں بار بار گھڑی کی طرف اٹھتی تھیں گویا کہ انہیں عین نزع کے عالم میں بھی نماز کا خیال بار بار آتا رہا۔ ڈیڑھ بجے اٹھے وضو کی تیاری کرنے لگے مگر گر کر بے ہوش ہو گئے۔ پھر وضو کے لئے اٹھے مگر پھر گر گئے اور اللہ تعالےٰ نے ادائیگی فرض سے قبل اپنے پاس بلا لیا۔ ادھر ظہر کی تکبیر ہوئی ادھر بابا قائم الدین کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر کے اعلیٰ علیین میں جا پہنچی۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ مسکراہٹ آخری دم بھی قائم الدین کے چہرے پر تھی ؎

نشانِ مردِ مومن با تو گویم
چو مرگ آید تبسم برلبِ اوست

۹ ستمبر ۱۹۶۷ء کا دن ان کی زندگی کا آخری دن تھا، اور اس آخری دن بھی نماز کا خیال انہیں بار بار آتا رہا۔ ۶۷ سالہ اس مردِ درویش و حق آگاہ کی نماز جنازہ مسجد شیرانوالہ میں پڑھی گئی اور بادامی باغ کے قبرستان میں سپرد خاک کئے گئے، عزم و ہمت کا پیکر اور تسلیم و رضا کا وہ رخشندہ چراغ جو ۴۷ برس تک مسجد شیرانوالہ میں جلتا رہا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا ؎

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جنکو
تم ڈھونڈنے نکلوگے مگر پا نہ سکوگے

محمد شفیع عمر الدینے (میرپور خاص)

دُنیا دارِ عمل ہے مگر بندہ گرفتار طولِ امل ہے

سعدیا گرچہ سخندان و مصالح گوئی
بہ عمل کار بر آید بہ سخندانی نیست

مقامِ صد حسرت و افسوس ہے کہ بندہ آخرت کی تیاری سے غفلت برتتا ہے۔ موت جو ناگہاں آئے گی اس کا خیال نہیں رکھتا اور دور دراز کی امیدوں اور آرزؤں میں پھنسا رہتا ہے۔ گناہوں سے جلد توبہ نہیں کرتا۔ اور چار روزہ فرصت کی قدر نہیں کرتا۔ اور ساری زندگی لمبی لمبی آرزؤں کی تکمیل کی خاطر ختم کر دیتا ہے۔ اس کی حالت کا نقشہ حضرت مولینا رومؒ کی زبانی سنئے

آدمی اوّل حریصِ ناں بود
زانکہ قوتِ ناں ستونِ جاں بود
سوئے کسب و سوئے غصب و صد حیل
جاں نہادہ برکف از حرص و امل
چوں بنا در گشت مستغنی زِ ناں
عاشقِ نام است و مدح شاعراں
تاکہ اصل و نسلِ او را بر دہند
در بیانِ فضلِ او منبر نہند
تاکہ کرّ و فر زر بخشیٔ او
ہمچو عنبر بو دہد در گفتگو

(مثنوی دفتر چہارم ص ۱۲۶)

یعنی بندہ جب ہوش سنبھالتا ہے تو اسے اول روٹی کی فکر دامنگیر ہوتی ہے۔ وہ چاہتا ہے اسے با فراغت روزی میسّر ہو تاکہ اس کی زندگی آسودہ حال بن جائے۔ حصولِ روزی کے لئے وہ حرص و امل کے کشادہ میدان میں قدم رکھتا ہے۔ حلال و حرام کی حدود کا خیال ترک کر کے اپنے کاروبار میں سینکڑوں طرح کے حیلوں، بہانوں اور فریب کاریوں کو بروئے کار لاتا ہے۔ غصب، فریب، دغا اور دھوکے سے دولت سمیٹنے لگ جاتا ہے۔

جب اس بے جا روی سے متاعِ دنیا حاصل کر لیتا ہے تو اسے نام پیدا کرنے کی بھوک دامنگیر ہوتی ہے عشق و محبت کی بھیانک وادی کی طرف قدم بڑھاتا ہے وہ چاہتا ہے کہ شاعر حضرات پُرانے عشق و محبت کے افسانے بُھول جائیں اور اپنے اشعار میں اس کی محبت کا تذکرہ کریں وہ مال و دولت پانی کی طرح اس لئے بہاتا ہے کہ اسٹیج پر اس کے کرّو فر اور کشادہ دلی کا بیان کیا جائے اور عنبر کی خوشبو کی طرح اس کے کارنامے چاروں طرف پھیل جائیں۔ اور لوگ ان کا ذکر کریں۔

کیا ایسے بندے کی حالت ان کفار سے بہتر ہے جن کے بارے میں قرآن مجید یوں مذکور ہے۔

ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ○

(الحجر آیت ۳)

ترجمہ۔ انہیں چھوڑ دو کھالیں اور فائدہ اُٹھالیں۔ اور انہیں آرزو بھلائے رکھے۔ سو آئندہ معلوم کریں گے۔

"یعنی جب کوئی نصیحت کارگر نہیں تو آپ ان کے غم میں نہ پڑیئے بلکہ چند روزہ بہائم کی طرح کھانے پینے دیجئے یہ خوب دل کھول کر دنیا کے مزے اُڑالیں۔ اور مستقبل کے متعلق لمبی امیدیں باندھتے رہیں عنقریب وقت آیا چاہتا ہے، جب حقیقت حال کھل جائے گی۔ اور اگلا پچھلا کھایا پیا سب نکل جائے گا۔ چنانچہ کچھ تو دنیا ہی میں مجاہدین کے ہاتھوں حقیقت کھل گئی۔ اور پوری تکمیل آخرت میں ہو جائے گی" (حضرت مولانا عثمانیؒ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ دنیا پیٹھ پھیر کر جاتی ہے۔ اور آخرت سامنے رُخ کئے آتی ہے۔ اور دونوں میں سے ہر ایک کی اولاد ہے۔ مگر تم آخرت کی اولاد بنو دنیا کی اولاد نہ بنو۔ کیونکہ آج عمل ہے حساب نہیں اور کل حساب ہوگا عمل نہ ہوگا۔ (بخاری۔ کتاب الرقاق)

آخرت کی اولاد بننے سے یہ مراد ہے کہ وہ عمل بجا لائے جائیں جن پر آخرت کی نجات کا دارو مدار ہے۔ یاد رہے کہ آخرت کی نجات تو خدا پرستوں ہی کے حصہ میں آئی ہے

خدا پرستوں کے اوصاف

جو لوگ اس جہان میں احکام اللہ اور احکام الرسولؐ کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ وہ آخرت میں کامیاب ہونگے

۱۔ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۖ وَلَلدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○

(الانعام آیت۔ ۳۲۔ ع۔ ۴)

ترجمہ۔ اور دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور تماشہ ہے۔ اور البتہ آخرت کا گھر ان لوگوں کے لئے بہتر ہے۔ جو پرہیزگار ہوئے۔ کیا تم نہیں سمجھتے۔

۲۔ وَالدَّارُ الْآخِرَةُ خَيْرٌ لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○ وَالَّذِينَ يُمَسِّكُونَ بِالْكِتَابِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ○

(الاعراف۔ آیت ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ع ۲۱)

ترجمہ۔ اور آخرت کا گھر ڈرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟ اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ بیشک ہم نیکی کرنے والوں کا ثواب ضائع نہیں کرتے

حاشیہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علیؒ

"نجات تو (متقین) اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو ملے گی۔ نجات تو اُن لوگوں کا حق ہے جو قانون الٰہی کو معمول بہ بناتے ہیں۔ عبادت الٰہی سے جی نہیں چُراتے"

۳۔ تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا ۚ وَالْعَاقِبَةُ

لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَیْرٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزَى الَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

(القصص آیت ۸۳-۸۴ ع-۹)

ترجمہ - یہ آخرت کا گھر ہم انہیں کو دیتے ہیں جو ملک میں ظلم اور فساد کا ارادہ نہیں رکھتے - اور نیک انجام تو پرہیزگاروں ہی کا ہے - جو بھلائی لے کر آیا اُسے اس سے بہتر ملے گا - اور جو بُرائی لے کر آیا پس بُرائیاں کرنے والوں کو وہی سزا ملے گی - جو کچھ وہ کرتے تھے

حاصل

یہ نکلا کہ آخرت کا گھر (جنت) ان کے لئے ہے :-

۱ - جو علو نہیں چاہتے یعنی لوگوں میں بڑا نہیں بنتے تکبر اور فخر نہیں کرتے - بلکہ تواضع اور انکساری اختیار کرتے ہیں - بقول حضرت علیؓ اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ اس کی جوتی کا تسمہ اس کے ساتھی سے بہتر ہو تو یہ فعل بھی علو میں شمار ہوتا ہے - فرعون نے علو کو اختیار کیا تھا وہ کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتا تھا اور اپنے آپ کو سب سے اعلیٰ سمجھتا تھا - (اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى - (النزعت آیت ۲۴) میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں)، اسی احمق کا نعرہ تھا - اور وہ برباد ہوگیا -

۲ - جو فساد نہیں چاہتے - معصیت کے اعمال سے کنارہ کش رہتے ہیں - شرعی احکام کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں - مثلاً قارون نے فساد پھیلایا تھا - کہتے ہیں - سود در سود کی تجویز قارون کی تھی جس سے قوم برباد ہوگئی - اور خود بھی تباہی سے نہ بچ سکا -

۳ - جو پرہیزگاری کی زندگی اختیار کرتے ہیں - انہیں یہ حقیقت بخوبی معلوم ہے - کہ اچھا انجام پرہیزگاروں کا ہے - جو اوامر پر کاربند ہیں اور نواہی سے اجتناب کرتے ہیں -

"حدیث میں آیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ابوہریرہؓ کا ہاتھ پکڑا اور ایک کوڑی پر لا کھڑا کیا، جہاں مردوں کی کھوپریاں اور نجاست و غلاظت کے ڈھیر، اور بوسیدہ ہڈیاں اور پھٹے پُرانے کپڑے پڑے ہوئے تھے اور فرمایا کہ دیکھو ابوہریرہؓ یہ ہے دنیا کی حقیقت - ایک وقت وہ تھا کہ ان کوپریوں میں بھی تمہاری طرح امیدیں اور آرزوئیں جوش مارتی اور حرص و ہوس سے لبریز تھیں - اور آج کس بُرے حال میں کوڑی پر پڑی ہیں کہ چند روز میں خاک ہو جائیں گی - اور ان کا پتہ نشان بھی نہ رہے گا

" اور دیکھو یہ غلاظت اور فضلہ جو تم کو نظر آرہا ہے - وہی تمہاری غذا ہے جس کے پیٹ کے اندر بھرنے میں حلال و حرام کا بھی امتیاز نہیں ہوتا - ایک دن تھا کہ رنگ برنگ کے کھانے بن کر تمہارے پیٹ میں تھا - اور آج یہاں کوڑی پر کس گندی حالت میں پڑا ہوا ہے - کہ اس کی بُو سے بھی لوگ بھاگتے اور گھنیاتے ہیں -

" دیکھو یہی پُرانے چیتھڑے کسی وقت تمہارے چمک دمک والے لباس تھے اور آج کو ہوائیں اِدھر اُدھر اڑائے پھرتی ہیں - اور کوئی پرسان حال نہیں ہوتا -

" اور دیکھو یہ ہڈیاں کسی دن تمہاری سواری کے جانور اور مویشی تھے کہ جن پر جانیں دیتے اور قتل و قتال کیا کرتے تھے

" اے ابوہریرہؓ یہ دنیا کی حقیقت ہے - جس کا قابل عبرت انجام دنیا ہی میں ظاہر ہوگیا - پس جس کو رونا ہو روئے"

(تبلیغ دین امام غزالیؒ ترجمہ مولانا عاشق الٰہی میرٹھی ص۵۹)

شیطان کی چال

بندے کو چاہئے کہ اپنے انجام پر نظر رکھے اور شیطان کی چالوں سے بچتا رہے اس کی ایک چال یہ بھی ہے کہ وہ بندے کو خواہشات دینوی کے پیچھے لگا دیتا ہے اسے خیالات میں ہوسیں دلاتا ہے - گناہوں کی طرف رغبت دلاتا ہے - باطل آرزوؤں میں پھنساتا ہے -

یَعِدُهُمْ وَیُمَنِّیْهِمْ ۚ وَمَا یَعِدُهُمُ الشَّیْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا

(النسآء آیت ۱۲۰)

ترجمہ - شیطان ان سے وعدہ کرتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے - اور شیطان ان سے صرف جھوٹے وعدے کرتا ہے -

فریب خوردوں کا حشر

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ باعمل مومنوں کو نور عطا فرمائے گا - کافر اور منافق نور سے عاری ہوں گے - اس دن یہ مومنوں کو پکاریں گے

اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ؕ (حدید آیت ۱۴)

کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے ؟

مومن جواب دیں گے کہ بے شک تم دنیا میں ہمارے ساتھ تھے -

قَالُوْا بَلٰى (حدید - آیت - ۱۴)

(وہ کہیں گے کیوں نہیں)

مگر تمہیں احکام اسلام پر پورا یقین نہیں تھا - شیطان نے تمہیں دھوکا میں ڈال رکھا تھا - تم نے اپنی زندگی ...... گناہوں اور نفسانی خواہشات میں برباد کی - مقصد زندگی کو فراموش کر رکھا تھا -

وَلٰكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ اَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْاَمَانِیُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ (حدید - آیت ۱۴)

ترجمہ - لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں ڈالا - اور راہ دیکھتے اور شک کرتے رہے اور تمہیں آرزوؤں نے دھوکہ دیا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچا - اور تمہیں اللہ کے بارے میں شیطان نے دھوکہ دیا -

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ

یعنی بے شک دنیا میں بظاہر تم ہمارے ساتھ تھے - اور زبان سے دعویٰ اسلام کرتے تھے - لیکن اندرونی حال یہ تھا - کہ لذات و شہوات میں پڑ کر تم نے نفاق کا راستہ اختیار کیا اور اپنے نفس کو دھوکا دے کر ہلاکت میں ڈالا - پھر توبہ نہ کی - بلکہ راہ دیکھتے رہے کہ کب اسلام اور مسلمانوں پر کوئی افتاد پڑتی ہے - اور دین کے متعلق شکوک و شبہات کی دلدل میں پھنسے رہے - یہ ہی دھوکا رہا کہ آگے ان منافقانہ چالوں کا کچھ خمیازہ بھگتنا نہیں - بلکہ یہ خیالات اور امیدیں پکالیں کہ چند روز میں اسلام اور مسلمانوں کا یہ سب قصہ ٹھنڈا ہو جائے گا - آخر ہم غالب ہوں گے - رہا آخرت کا قصہ، سو وہاں بھی کسی نہ کسی طرح چھوٹ جائیں گے ان ہی خیالات میں مست تھے کہ اللہ کا حکم آپہنچا - اور موت نے آ دبایا اور اُس بڑے دغا باز (شیطان) نے تم کو بہکا کر ایسا کھو دیا - کہ اب سبیل رستگاری کی نہیں رہی"

(اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ)

لہذا بندے کو چاہئے کہ فضول آرزوؤں کے روکنے میں لگا رہے - حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ دنیا میں زہد اس کا

(باقی ص۱۸ پر)

از قلم محمد سعید الرحمٰن العلوی خطیب حضرو

گلستانِ بخاری کے دو پھول

(۲)

دوسرے پھول مولانا غلام غوث ہزاروی ہیں۔ آپ کے جد محترم ملحقات ہزارہ سے اُٹھ کر بفہ ضلع ہزارہ میں آگئے۔ آپ کے والد مرحوم بہت عابد و زاہد تھے اور ان کی زندگی قابل تقلید! آپ ۱۸۹۶ء میں پیدا ہوئے وہیں مڈل کیا غضب کے ہونہار تھے۔ فسٹ آئے آفسران تعلیم نے سلسلہ تعلیم .... جاری رکھنے پر اصرار کیا لیکن والد مرحوم نے فرمایا کہ درانتی تیز ہے۔ تو اس سے گندم کٹواؤں گا چنانچہ اپنے یہاں دینی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ پھر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور تشریف لے گئے وہاں مولانا سعد اللہ خاں ناظم مظاہر العلوم اور مولانا محمد ادریس جامعہ اشرفیہ لاہور آپ کے ہم درس تھے ۱۹۱۲ء میں دیوبند پہنچے شیخ الہند بقید حیات تھے وہ گرفتار ہوئے تو مسند صدارت کے لئے سید المحدثین مولانا محمد انور شاہ صاحب کاشمیری کا انتخاب ہوا آپ نے شاہ صاحب سے تکمیل کی قاری محمد طیب قاسمی مہتمم دارالعلوم شریک درس تھے۔ بقول مصنف حیات انور مولانا ہزاروی شاہ صاحب کے زمانہ دیوبند کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں۔ آپ کو ادب عربی سے بے حد لگاؤ تھا۔ اس میں شیخ الادب مولانا اعزاز علی کی نگاہ کرم کو بڑا دخل تھا۔ سال کے اکثر ایام ہی نہیں سارا سال عبارت آپ پڑھتے جب کہ وہاں سال میں دو مرتبہ باری مشکل تھی دوران تعلیم آپ نے دیوبند میں جمعیت طلبہ بنائی۔ جس کے تحت وفود نے ملک بھر میں طوفانی دورے کئے ایک وفد آپ کے زیر قیادت الٰہ آباد گیا انگلستان کے اخبارات چیخ اٹھے۔ کہ دیوبند کے بہت سے علماء نے کہرام مچا دیا ہے آپ کے استاذ محترم علامہ شبیر احمد عثمانی صدر مہتمم دارالعلوم نے فرمایا۔ کہ ہمارا یہی مقصد تھا۔ لیغیظ بہم الکفار پھر لکھنؤ کے طلباء کو اکٹھا کرکے ندوۃ العلماء میں جمعیت بنائی اور شیخ ندوہ کی عربی تقریر کا فی البدیہہ عربی میں جواب دیا۔ اور جب دیوبند میں دورہ حدیث کے امتحانات ہوئے تو قلم برداشتہ عربی میں جوابات لکھے ادیب لبیب علامہ حبیب الرحمٰن عثمانی مہتمم مدرسہ نے بلا کر معین مدرس کی حیثیت سے کام کرنے کا حکم فرمایا آپ مان گئے مفتی محمد شفیع حال کراچی بھی ان دنوں معین مدرس تھے کچھ عرصہ وہاں پڑھایا۔ اور نہایت کامیاب مدرس ثابت ہوئے۔ بقول مولانا عبدالشکور مدرس سہارنپور حال پنڈی کہ مولانا اچھا ہوا آپ نے دوسری راہ اختیار کرلی ورنہ تدریس میں ہمیں کون پوچھتا بعد میں حیدر آباد دکن کی ایک نیم سرکاری انجمن کے بلانے پر مہتمم دارالعلوم دیوبند نے آپ کو اور مولانا محمد یوسف جون پوری کو وہاں بھیج دیا۔ وہاں کے مسلمان شرک و بدعت کی اتھاہ گہرائیوں میں گھرے ہوئے ہندو و مسلم شیعہ سنی کی کوئی تمیز نہ تھی۔ مسلمانوں نے ہر جگہ شیر کے مجسمے نصب کر رکھے تھے جسے مولا علی کہا جاتا تھا اور اس سے مرادیں بھی مانگی جاتی تھیں لیکن آپ نے سر پہ کفن باندھ کر ہر طرح کی مخالفت سہہ کر شیروں کے مجسمے توڑے ڈھیول نما پیروں کی بیخ کنی کی گھر والوں کو مشکلات کا سامنا ہوا پتھراؤ ہوئے۔ مقدمات قائم کئے گئے لیکن مرد قلندر ذرا خائف نہ ہوا کچھ عرصہ بعد وطن آگئے جب ۱۹۲۶ء میں والد محترم انتقال فرما گئے تو اہل حیدر آباد کے اصرار پر دوبارہ تشریف لے گئے کچھ عرصہ ٹھہر کر علاقہ کی اصلاح کی غرض سے واپس تشریف لائے علاقہ میں مرزائیت کی بیخ کنی شرک و بدعت کا استیصال آپ کا مطمح نظر تھا عمر بھر خوانین علاقہ سے لڑائی رہی مجلس احرار کانگریس جمعیتہ علماء ہند میں کام کیا ۱۹۳۶ء کے بعد بالکلیہ مجلس احرار کے پلیٹ فارم پر آگئے اس کے باوجود ۱۹۴۲ء میں آپ کی خدمات کے اعتراف میں آپ کو آل ہند جمعیت علماء منعقدہ سہارنپور کا صدر چنا گیا آپ کا خطبہ صدارت بہت پسند کیا گیا بزرگوں نے داد دی ایوان افرنگ میں زلزلہ بپا ہوگیا ملک بھر اجلاس کے طوفانی دورے کئے علاقہ کے ٹوڈیاں کرام کا چین آرام حرام کر دیا ۱۹۳۷ء کے انتخابات میں انہوں نے بدلہ چکایا لیکن آپ نے ہمت نہ ہاری مایوس نہ ہوئے۔ اور زندگی کچھ ریل میں کچھ جیل میں گزار دی تحریک ختم نبوت میں آپ کی قربانیاں یادگار رہیں گی پورے ملک میں تحریک کے کام کی نگرانی کی حکومت سر توڑ کوششوں کے باوجود آپ کو گرفتار نہ کرسکی مجلس احرار سیاسیات سے علیحدگی اختیار کرچکی تھی ۱۹۵۶ء میں آپ نے شاہ جی سے اجازت لے کر جمعیت علماء اسلام کا پلیٹ فارم بنایا شاہ جی نے غایت محبت و احترام کی وجہ سے آپ کو اجازت دی تعلق بہت تھا بقول کسے (شاہ جی کے تعلق) مجلس احرار اوڑھنا بچھونا تھی چودھری افضل حق مرحوم کو مہاتما جی مظہر علی کو بھائی حسام الدین کو عزیز بھائی قاضی احسان احمد کو بیٹا مولانا غلام غوث کو محترم بھائی تاج محمود کو جگر اور مولانا حبیب الرحمٰن کو شاہ عنایت کہہ کر مخاطب ہوتے اور خود بلھے شاہ کہلاتے۔ بخاری کا ہزاروی کو محترم بھائی کہنا ان کی عظمت و رفعت کا حقیقی ثبوت ہے۔ غرض شاہ جی نے اجازت دی ملتان میں کنونشن بلایا قطب وقت حضرت لاہوری رحمتہ اللہ علیہ امیر جمعیت منتخب ہوئے اور مولانا ناظم اعلیٰ جمعیت کی روز افزوں ترقی دیکھ کر مرتدین و ملحدین کو لالے پڑ گئے ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء لگ گیا یہی ایک جماعت تھی جس نے نظام العلماء کے نام سے کام جاری رکھا مارشل لاء میں سنگینوں کے سایہ میں الحاد و دہریت کے بہی خواہوں کو للکارا ۸۱ علماء کی موجودگی میں حضرت لاہوریؒ کی صدارت میں لاہور میں اعلان کیا۔ کہ ہم امام احمد بن حنبل کی سنت تازہ کرنے کو طیار ہوں لاہور پر سکوت طاری ہوگیا ایوان اقتدار میں کھلبلی مچ گئی کفر نواز حلقے بوکھلا اُٹھے مارشل لاء میں دو مرتبہ آپ کو سیفٹی ایکٹ کے تحت چھ چھ ماہ کے لئے لاہور میں نظر بند کر دیا گیا اور جب امیر شریعت دنیا سے رخصت ہوئے تو آپ نظر بند تھے کوشش بسیار کے باوجود حکام نے اجازت نہ دی اور اس طرح آپ اپنے جلیل القدر راہنما اور بزرگ بھائی کے آخری دیدار سے محروم ہوگئے فیا حسرتا۔

مارشل لاء کے بعد آپ صوبائی اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے اسمبلی کے اندر آپ نے حق گوئی کا جو ریکارڈ قائم کیا وہ سنہری

حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے ......

آپ نے حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے روایتی چکر سے علیحدہ رہ کر ہر موقعہ پر حق کی حمایت کی نتیجۃً آپ کو دونوں طرف سے بدنام کرنے کی کوشش کی گئی لیکن مرد حق آگاہ پر ان چیزوں کا کیا اثر ہوسکتا تھا۔ اسمبلی میں ایک وقت وہ بھی آیا کہ دو چار آبرو باختہ عورتوں کے سوا پوری اسمبلی نے بلا امتیاز حزب اقتدار و اختلاف آپ کی ہاں میں ہاں ملائی جب عائلی قوانین کے سلسلے میں قرار داد پر آپ نے تقریر کی تو شیخ مسعود صادق سے خواجہ محمد صفدر تک سب نے آپ کی حمایت میں ووٹ دیا۔ اور آپ نے خداداد خطابت کا لوہا منوا لیا اسمبلی کے ممبر ہونے کے زمانہ میں آپ کی روایتی سادگی اور انکساری میں فرق نہ آیا رات ایک ایک بجے اسمبلی کے گزشتہ کام کا جائزہ لے کر آئندہ کی تیاری کرنا اور ۲ بجے کے بعد اپنے کپڑے اپنے ہاتھوں سے دھونا غلام غوث کی عادت رہی۔

آپ ۵۶ء سے اب تک جمعیت کے باقاعدہ ناظم اعلیٰ چلے آرہے ہیں۔ امیر العلماء حضرت لاہوری کے بعد مسند امارت کے لئے حافظ الحدیث الشیخ درخواستی کا انتخاب ہوا اب بھی جماعت مفتی محمود سمیت ان بزرگوں کی قیادت میں ملک بھر میں تندہی و جانفشانی سے کام کر رہی ہے یہ بوڑھا جرنیل فی الحقیقت جماعت کی روح ہے۔ کارکنوں کے حوصلے بڑھانا ان کے دکھ درد میں شریک ہونا انہیں تسلی دینا آپ کا طرہ امتیاز ہے قربانی و ایثار کا پیکر جس نے اپنے قائد امیر شریعت کی طرح اب تک مکان نہ بنوایا بلکہ اس نے کرایہ کے مکان میں وقت گزارا۔ تو اس نے بھائی سے ایک کمرہ مستعار لے کر وہ بھی کچا اور دروازہ سے خالی۔ قوم کی بے حسی کا آپ کو دکھ ہے اور ارباب اقتدار کی دین سے بیزاری اور سرد مہری کا شکوہ۔ اس پر آپ ہمیشہ کڑھتے ہیں اور ہر موقعہ پر اس کے خلاف آواز بلند کرتے ہیں قادیانیہ پرویزیہ، مودودیہ اور فضل الرحمانیہ غرضیکہ ملحدوں مرتدوں اور بے دینوں کا ہر گروہ آپ کی نگاہ میں ہے۔ اور آپ ہر جگہ ان کی شیطنت آمیز پالیسیوں کے خلاف آواز بلند کرکے ان کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیرتے ہیں اور برادران وطن کے دین و ایمان کی حفاظت کرتے ہیں۔ آپ نے چھ برس سے زائد کا عرصہ جیل میں گزار کر سنت یوسفی و محمدی (صلوات اللہ علیہما) کو زندہ کیا دوسری پابندیاں جدا ہیں آپ کی کفر دشمنی کا ایک واقعہ قاضی احسان احمد مرحوم نے ارشاد فرمایا قاضی صاحب کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور فرمایا کہ غلام غوث اس دور کا ولی کامل ہے شک پہلے بھی نہ تھا مگر اب تو ایسا یقین ہوا کہ لا مزید علیہ۔ واقعہ یہ ہے کہ مولانا شجاع آباد تشریف لے گئے آنکھوں کا اپریشن کرایا ڈاکٹر نے ہدایت کی کہ ۲۴ گھنٹہ تک گدی کے بل لیٹنا ہے ہلنا نہیں آپ کو پتہ چلا کہ شجاع آباد بلدیہ کا الیکشن ہونے والا ہے۔ ایک مرزائی صنعتکار دولت کے سہارے سادہ لوح اور غریب مسلمانوں کے ضمیر خریدنے کی کوشش میں ہے نہ آنکھوں کی پرواہ نہ ڈاکٹر کی ہدایت کی پرواہ اُٹھے اور میرے دروازے پر آئے دروازہ کھٹکھٹایا میں حیران بھائی ڈاکٹر کی ہدایت بھول گئے میں نے دفعتہً کہا۔ تو فرمایا اللہ مالک ہے یہ قصہ ہے اگر وہ کامیاب ہوگیا تو محمد مدنی کو کیا منہ دکھائیں گے آپ چلے گئے قاضی کے جسم میں بجلی کی ایک لہر دوڑ گئی رات بھر کی مسلسل کوشش سے خدا نے مرزائی کو ذلیل کیا۔

گزشتہ سے پیوستہ سال مؤتمر قاہرہ متحدہ عرب جمہوریہ میں شرکت فرمائی حضرت مولانا محمد یوسف بنوری اور مفتی محمود صاحب بھی ہمراہ تھے اس مرد درویش نے اپنے ساتھیوں سمیت مبنی بر حقائق تقریریں کرکے مندوبین کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا وہ چیخ اُٹھے کہ ہمیں اب تک مسئلہ کشمیر کا علم ہی نہ تھا یا لوگوں نے آج تک ہمیں صحیح نوعیت سے آگاہ ہی نہ کیا اس کے بعد دنیا جانتی ہے کہ کایا پلٹ گئی موتمر میں ایک لبنانی عالم نے غلامانہ ذہنیت کا ثبوت دیا ایک مقالہ میں یہ الزام دھرا کہ اسلام کی ترقی میں غلامی حائل ہے آپ نے صدر اجلاس سے اجازت لیکر فی البدیہہ عربی میں اس کا جواب دیا۔ مدلل تقریر فرمائی ایوان پر سکوت طاری تھا۔ اور یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ ہاتف غیبی دستگیری فرما رہا ہے۔ اس تقریر کا اردو ترجمہ گزشتہ دنوں ملک کے کثیر الاشاعت اخبار جنگ میں شائع ہوچکا ہے۔ حضرت امیر العلماء مولانا احمد علی لاہوری نور اللہ مرقدہ کو آپ پر بہت اعتماد تھا ایک مرتبہ جامع مسجد کرتار پورہ میں حضرت سے تقریر کا عرض کیا گیا۔ تو فرمایا غلام غوث کرے گا وہ میری زبان ہے

مختصر یہ کہ گلستان بخاری کے ان دو پھولوں کی زندگی کا مکمل عکس اس شعر میں موجود ہے ؎

اسی کش مکش میں گزریں میری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و ساز رومیؒ کبھی پیچ و تاب رازیؒ

دن ہو کہ رات، گرمی ہو کہ سردی۔ بہار ہو کہ برسات بس ایک ہی جنون ہے اور وہ یہ کہ کسی طرح پاکستان صحیح اسلامی ملک بن جائے۔ یہاں کے بسنے والے حق تعالے کے وفادار بن جائیں۔ مرتدین و ملحدین کی سیہ کاریوں سے محفوظ ہوجائیں۔ اطاعت رب اور وفاداری مسلم ان کا طرۂ امتیاز ہے اور محمد مدنی کی عزت و ناموس پر کٹ مرنا ان کا شیوہ۔

سالانہ جلسہ

جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عیدگاہ روڈ ملتان کا سالانہ جلسہ ۱۶، ۱۷، ۱۸ جمادی الآخر مطابق ۲۱، ۲۲، ۲۳ ستمبر ۱۹۶۷ء بروز جمعرات، جمعہ، ہفتہ منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں مولانا سید مبارک شاہ صاحب بغدادی، مولانا شمس الحق صاحب افغانی، مولانا محمد علی صاحب جالندھری، مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری، مولانا غلام اللہ خان، مولانا علامہ دوست محمد صاحب قریشی، مولانا ڈاکٹر منظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر خدام الدین لاہور، مولانا ضیاء القاسمی صاحب، مولانا محمد عبد القادر صاحب آزاد، مولانا محمد عبد الشکور صاحب دین پوری، مولانا قائم الدین صاحب عباسی، مولانا عبد العزیز صاحب بھٹی، مولانا سید ظہور اسمٰعیل شاہ صاحب بغدادی، مولانا قاری تاج محمد صاحب، مولانا عطاء اللہ صاحب بغدادی اور دیگر علماء و شعراء حضرات خطاب فرمائیں گے

(نوٹ) ۲۱ ستمبر جمعرات کو ½۸ بجے شب پہلی نشست ہوگی۔ جس میں دیگر مقررین کے علاوہ حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی زندگی کی آخری تقریر بھی نشر کی جائیگی۔ ۲۲ ستمبر کو نماز جمعہ سے پہلے مولانا محمد علی صاحب جالندھری خطاب فرمائینگے

(ابو الحسن قاسمی مہتمم جامعہ عربیہ تعلیم الابرار)

دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ کا

سالانہ جلسہ

دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ کے گراؤنڈ میں ۴، ۵، ۶ اکتوبر بروز بدھ جمعرات جمعہ منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک کے مشہور علماء کرام تشریف لا رہے ہیں۔ لاؤڈ سپیکر اور مستورات کے لئے پردہ کا خاص انتظام ہوگا — (شیخ عبد الحق ناظم)

علاماتِ قیامت

از: حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحبؒ محدث دہلوی

مرسلہ: ایم عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

۳

حضرت امام مہدیؑ کا قدوقامت

قد قدرے لمبا چست، رنگ کھلا ہوا اور چہرہ پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے چہرہ سے مشابہ ہوگا۔ نیز آپ کے اخلاق پیغمبر خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پوری مشابہت رکھتے ہونگے آپ کا اسم شریف محمدؐ، والد کا نام عبداللہ، والدہ صاحبہ کا نام آمنہ ہوگا زبان میں قدرے لکنت ہوگی جس کی وجہ سے تنگ دل ہو کر کبھی کبھی ران پر ہاتھ مارتے ہوں گے آپ کا علم لدنی ہوگا اور بیعت کے وقت عمر چالیس کی ہوگی۔ خلافت کے مشہور ہونے پر مدینہ کی فوجیں آپ کے پاس مکہ معظمہ چلی آئیں گی۔ شام، یمن اور عراق کے اولیائے کرام و ابدال عظام آپ کی صحبت میں اور ملکِ عرب کے بے انتہا آدمی آپ کے لشکر میں داخل ہو جائیں گے اور اس خزانہ کو (جو کعبہ میں مدفون ہے جسے تاج الکعبہ کہتے ہیں) نکال کر مسلمانوں میں تقسیم فرمائیں گے۔ جب یہ خبر اسلامی دنیا میں پھیلے گی تو خراسان سے ایک شخص بہت بڑی فوج لے کر آپ کی مدد کے لئے روانہ ہوگا۔ جو راستہ ہی میں بہت سے عیسائیوں اور بے دینوں کا صفایا کر دے گا۔ اس لشکر کے مقدمہ الجیش کی کمان منصور نامی ایک شخص کے ہاتھ میں ہوگی۔ وہ سفیانی جو اہل بیت کا دشمن ہوگا جس کی ننھیال قوم بنو کلب ہوگی۔ حضرت امام مہدی کے مقابلہ کے واسطے فوج بھیجے گا۔ جب یہ فوج مکہ و مدینہ کے درمیان ایک میدان میں پہاڑ کے دامن میں مقیم ہوگی تو اسی جگہ اس فوج کے نیک و بد عقیدے والے سب کے سب دھنس جائیں گے اور قیامت کے دن اس کا حشر اس کے عقیدے اور عمل کے مطابق ہوگا مگر ان میں سے صرف دو آدمی بچ جائیں گے۔ ایک حضرت امام مہدی کو اس واقعہ سے مطلع کرے گا اور دوسرا سفیانی کو، عرب کی فوجوں کے اجتماع کا حال سن کر عیسائی بھی چاروں طرف سے فوجوں کے جمع کرنے کی کوشش میں لگ جائیں گے۔ اور اپنے اور روم کے ممالک سے فوج کثیر لے کر امام مہدی کے مقابلہ کے لئے شام میں جمع ہو جائیں گے۔ ان کی فوج کے اس وقت ستر جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے نیچے بارہ بارہ ہزار سپاہ ہوگی۔ جس کی کل تعداد ۸۴۰۰۰۰ ہوگی۔ حضرت امام مہدی مکہ سے کوچ فرما کر مدینہ منورہ پہنچیں گے اور پیغمبر خدا کی زیارت سے مشرف ہو کر شام کی جانب روانہ ہو جائیں گے۔ دمشق کے آس پاس عیسائیوں کی فوج سے مقابلہ ہوگا اس وقت حضرت مہدی کی فوج کے تین گروہ ہو جائیں گے ایک گروہ نصاریٰ کے خوف سے بھاگ جائے گا۔ خداوندکریم ان کی توبہ ہرگز قبول نہ فرمائے گا۔ باقی فوج میں سے کچھ تو شہید ہو کر بدر و اُحد کے شہداء کے مراتب کو پہنچیں گے اور کچھ بتوفیق ایزدی فتحیاب ہو کر ہمیشہ کے لئے گمراہی اور انجام بد سے چھٹکارا پا لیں گے۔ حضرت مہدی پھر دوسرے روز نصاریٰ کے مقابلہ کے لئے نکلیں گے۔ اس روز مسلمانوں کی ایک جماعت عہد کرے گی کہ بغیر فتح یا موت کے میدانِ جنگ کو نہ چھوڑیں گے۔ پس حضرت امام مہدی کے ہمراہ میدانِ کارزار میں آکر بڑی بہادری کے بعد جامِ شہادت نوش کریں گے۔ شام کے وقت حضرت مہدیؑ تھوڑی سی جمعیت کے ساتھ مراجعت فرمائیں گے۔ تیسرے روز اسی طرح ایک بڑی جماعت قسم کھا کر پھر شہید ہو جائے گی۔ حضرت امام مہدی جماعت قلیل کے ساتھ اپنی قیامگاہ میں واپس تشریف لائیں گے۔ چوتھے روز امام مہدیؑ ریدگاہ کی محافظ جماعت کو لے کر دشمن سے لڑیں گے۔ یہ جماعت تعداد میں بہت کم ہوگی۔ اس روز خداوندکریم ان کو فتح مبین عطا کرے گا۔ عیسائی اس قدر قتل و غارت ہوں گے کہ باقیوں کے دماغ سے حکومت کی بو جاتی رہے گی اور بے سروسامان ہو کر نہایت ذلیل اور رسوا ہو کر بھاگیں گے۔ مسلمان ان کا تعاقب کر کے بہتیروں کو جہنم رسید کر دیں گے۔ اس کے بعد حضرت مہدیؑ بے انتہا انعام و اکرام اس میدان کے شیردل جانبازوں پر تقسیم فرمائیں گے مگر اس مال سے کسی کو خوشی نہ ہوگی کیونکہ اس جنگ کی بدولت بہت سے خاندان اور قبیلے ایسے ہوں گے جن میں ایک فیصدی آدمی بچا ہوگا اس کے بعد حضرت امام مہدیؑ بلادِ اسلامیہ کے نظم و نسق اور فرائض حقوق العباد کے انجام دینے میں مصروف ہوں گے چاروں طرف اپنی فوجیں پھیلا دیں گے اور ان مہمات سے فارغ ہو کر فتح قسطنطنیہ کے لئے کوچ فرمائیں گے۔

بحیرہ روم کے کنارے پر پہنچ کر قبیلہ بنو اسحٰق کے ستر ہزار بہادروں کو کشتیوں پر سوار کر کے استنبول کی خلاصی کے لئے مقرر فرمائیں گے۔ جب یہ شہر کی فصیل کے نزدیک پہنچ جائیں گے تو نعرہ اللہ اکبر بلند کریں گے وہ فصیل خدا کے نام کی برکت سے یکایک گر جائے گی، مسلمان حملہ کر کے شہر میں داخل ہو جائیں گے، سرکشوں کو ختم کر کے ملک کا انتظام نہایت عدل و انصاف کے ساتھ کریں گے۔ ابتدائی بیعت سے اس وقت تک چھ سات سال کا عرصہ گزرے گا۔ امام مہدیؑ ملک کے بندوبست میں مصروف ہونگے اتنے میں افواہ اڑے گی کہ دجال نکل آیا۔

(باقی آئندہ)

بقیہ :- صٹ سے آگے

کہ بندہ کی دعا برابر قبول کی جاتی ہے، جب تک کہ وہ دعا نہیں مانگتا گناہ کی یا رشتہ کے منقطع کرنے کی جب تک کہ وہ جلدی نہیں کرتا۔ دریافت کیا گیا۔ کہ یا رسول اللہ جلدی سے کیا مراد ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ دعا مانگنے والا یہ کہے کہ میں نے دعا مانگی اور میں نے یہ دعا مانگی (یعنی بار بار مانگی) لیکن میری دعا قبول نہیں کی گئی اور اس کے بعد وہ مایوس ہوکر بیٹھ جائے اور دعا کو چھوڑ دے۔

بقیہ :- ص۱۴ سے آگے۔

نام نہیں ہے۔ کہ موٹے اور سخت کپڑوں کو پہن لیا جائے۔ اور بے مزہ کھانا کھا لیا جائے۔ بلکہ زہد حقیقت میں آرزوؤں اور امیدوں کی کمی کا نام ہے" (مشکوٰۃ)

ایک عبرت ناک مثال

حضرت ابی سعید خدری رضؓ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے ایک لکڑی (زمین میں گاڑی) پھر ایک لکڑی اس لکڑی کے پہلو میں، اور ایک لکڑی ان دونوں سے دور نصب کی اور پھر فرمایا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اللہ تعالےٰ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہ (پہلی) لکڑی انسان ہے۔ اور یہ (دوسری) لکڑی (جو اس کے پہلو میں ہے) موت ہے ابوسعید خدری کا بیان ہے تیسری لکڑی (جو دور نصب کی تھی اس) کی نسبت میرا خیال ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ یہ امید ہے۔ انسان امید اور آرزوؤں میں گرفتار رہتا ہے کہ موت آرزوؤں کو ختم کرنے والی آجاتی ہے (مشکوٰۃ)

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان شہر کا

سترھواں سالانہ جلسہ

زیرِ صدارت: حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہ العالی بتاریخ یکم ر ۲ ر ۳ ر رجب المرجب ۱۳۸۷ھ مطابق ۶ ر ۷ ر ۸ ر اکتوبر ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار بمقام ابن قاسم باغ (قلعہ کہنہ) ملتان منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں مذہب سنت کے علماء حقانی علمی عملی اخلاقی قومی ملی ایمان افروز مضامین عالیہ پیش فرمائیں گے اور فارغ التحصیل فضلاء کی دستار بندی فرمائیں گے اور اپنے دستِ مبارک سے سندیں تقسیم فرمائیں گے۔ (محمد شفیع مہتمم مدرسہ ہذا)

بقیہ :- ص۱۹ سے آگے

سے بعض قیدی اہل اسلام کے حسن سلوک سے اتنے متاثر ہوئے کہ اسلام لے آئے

دارالعلوم المدنیہ چنیوٹ کا

سالانہ جلسہ

مورخہ ۲۹ ر ۳۰ ر ستمبر و یکم اکتوبر ۱۹۶۷ء بروز جمعہ ہفتہ اتوار شاہی مسجد چنیوٹ میں ہو رہا ہے۔ جس میں حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولینا محمد عبداللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان مولانا غلام غوث ہزاروی، مولینا محمد علی جالندہری صدر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، قائد جمعیۃ مولانا مفتی محمود، مولینا نور الحسن شاہ بخاری، مولانا مناظر حسین نظر ایڈیٹر خدام الدین لاہور، مولانا ضیاء القاسمی (متوقع) مولانا محمد اشرف ہمدانی، مولانا حیدر زمان اور دیگر کئی حضرات خطاب کر رہے ہیں۔ (محمد عبدالوارث مہتمم مدرسہ)

قبولِ اسلام

ابوالزاہد محمد اشرف ہمدانی خطیب مسجد جامعہ مدنیہ گوجرانوالہ و ناظم اعلیٰ تنظیم اہل سنت گوجرانوالہ کے ہاتھ پر ایک عیسائی خاندان نے جو چھ افراد پر مشتمل تھا جمعۃ المبارک کو اسلام قبول کیا۔ مولانا نے صداقت اسلام پر مدلل تقریر کی اور ان کے لئے استقامت علی الدین کی دعا فرمائی۔
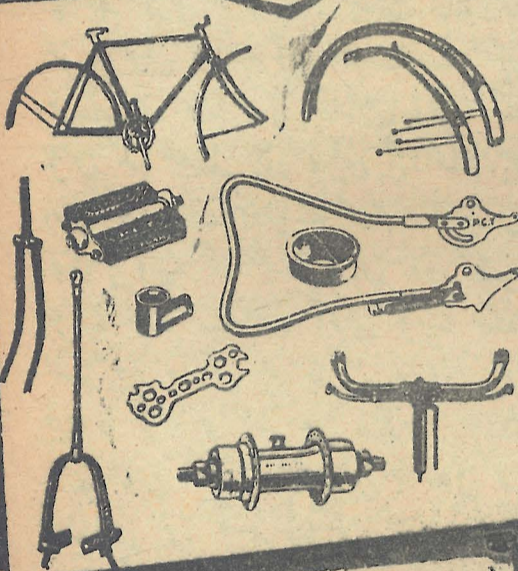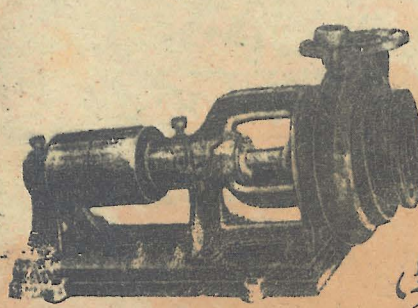
بچوں کا صفحہ

اخلاقِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

اخلاق سے مراد ان فرائض اور حقوق کی بجا آوری ہے۔ جو انسانوں پر ایک دوسرے کے تعلق میں عائد ہوتے ہیں۔ والدین اور اولاد، شوہر اور بیوی، استاد اور شاگرد، بھائی اور بہن، قریبی رشتہ داروں اور دوستوں، ہمسایوں اور ہم شہریوں، ہم وطنوں اور ہم جنسوں کے تعلق میں بیسیوں واجبات ہیں۔ جن کے پورا کرنے سے یہ زندگی امن و راحت کا بہشت زار بنتی ہے ان کو پورا کرنے میں جہاں خلل پیدا ہو گا۔ زندگی کی راحت میں خلل پڑ جائے گا۔

نبوت سے پہلے رسول پاکؐ نے چالیس سال جن لوگوں میں گزارے، وہ عقیدے، اور عمل کی گندگیوں میں اس طرح لتھڑے ہوئے تھے۔ کہ نیکی اور اچھائی کا کوئی تصور ان کے دماغوں میں باقی نہیں رہا تھا۔ لیکن رسول پاک کی زندگی اتنی پاکیزہ اور اس درجہ بے داغ تھی کہ ان لوگوں نے آپ کو صادق و امین کے لقب دیئے۔

اب رسول پاکؐ کے اخلاق عالیہ کا سرسری نقشہ پیش خدمت ہے

۱۔ مساوات

رسول پاک کی نظروں میں چھوٹے بڑے، امیر غریب، آقا، غلام کا کوئی امتیاز نہ تھا۔ سب کو برابر سمجھتے تھے۔ سب کے ساتھ یکساں برتاؤ فرماتے تھے۔ آپ نے حجۃ الوداع میں فرمایا تھا کہ "لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ تمہارا باپ ایک ہے۔ عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر، گورے کو کالے پر، یا کالے کو گورے پر، کوئی فضیلت نہیں۔ مگر تقویٰ کے سبب سے بمساوات کا یہ ایسا اعلان تھا۔ جس سے بڑا اعلان نہ اس سے پہلے کبھی ہوا تھا۔ اور نہ بعد میں ہوا۔ نہ رسول پاکؐ کے سوا اس پر عمل کا بہترین نقشہ کوئی پیش کر سکا۔ آپ نے اپنی پھوپھی کی بیٹی زینبؓ کی شادی اپنے آزاد کئے ہوئے غلام سے کی۔ اس آزاد کئے ہوئے غلام کو پھر اس کے بیٹے کو ان لشکروں کا سردار بنایا۔ جن میں بڑے بڑے قریشی ماتحت کے طور پر کام کر رہے تھے۔

۲۔ حلم وعفو

رسول پاکؐ نے زندگی بھر کبھی کسی کے ظلم و صبر کا بدلہ نہیں لیا۔ سب کو معاف فرما دیتے رہے۔ دشمن سختیاں کرتے تھے۔ تکلیفیں دیتے تھے۔ نیازمندوں کو غصہ آ جاتا تھا۔ وہ عرض کرتے کہ بد دعا کیجئے۔ آپ ہاتھ اٹھاتے۔ اور فرماتے خدایا! میرے ہم قوموں کو سیدھا راستہ دکھا۔ یہ نہیں جانتے کہ کیا کر رہے ہیں۔

قریش نے اکیس برس تک آپؐ کو اور آپ کے ساتھیوں کو ہر ممکن ذریعے سے ستانے کی کوششیں جاری رکھیں۔ لیکن جب آپ کو خدا نے غلبہ عطا کیا۔ تو سب کو معاف کر دیا۔

۳۔ حیا و تواضع

آپؐ بے حد شرمیلے تھے۔ عمر بھر کسی کے متعلق کوئی برا کلمہ زبان مبارک پر نہ آیا۔ اس سے بڑی بات کیا ہو سکتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ حیا بھی ایمان کا ایک حصہ ہے۔

یہی حال تواضع کا ہے۔ اپنے لئے کبھی امتیازی حیثیت پیدا نہیں کی بول چال میں اپنے لئے تعظیم کے عام کلمے بھی پسند نہیں فرماتے تھے۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ سے ملنے کے لئے آیا۔ اس پر ایسا رعب طاری ہوا کہ کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا۔ گھبراؤ نہیں۔ میں ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں۔ جو سوکھا گوشت پکا کر کھاتی تھی۔

ایک مرتبہ فرمایا! خدا نے مجھے خاکسار بندہ بنایا ہے۔ جبار اور سرکش نہیں بنایا۔

۴۔ دیانت

نبوت ملنے کے بعد اسلام کی دعوت کا آغاز ہوا تو خاک مکہ کا ذرہ ذرہ آپ کا دشمن بن گیا۔ کوئی اذیت نہ تھی۔ جسے اٹھا رکھا گیا ہو۔ کوئی تکلیف نہ تھی۔ جسے پہنچانے میں تامل کیا گیا۔

آخر میں آپ کو شہید کر ڈالنے کی سازش بھی کر لی گئی۔ لیکن دنیا یہ سن کر یقیناً حیران ہو گی۔ کہ جب کسی کو کوئی چیز امانت رکھنے کی ضرورت پڑتی تھی۔ تو آپ کے پاس آتا تھا۔ چنانچہ جب آپ مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر مدینے جانے لگے۔ تو بہت سے لوگوں کی امانتیں آپ کے پاس تھیں۔ لیکن آپؐ نے چلتے وقت ہر امانت حضرت علیؓ کے حوالے کی۔ اور تاکید فرما دی۔ کہ انہیں مالکوں کو لوٹا کر آئیں دیانت داری کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ لوگ دشمن ہیں۔ لیکن ان میں اتنا اعتماد پیدا کر دیا۔ کہ وہ امانتیں صرف آپ کے پاس رکھتے تھے۔

۵۔ حسن سلوک

حسن سلوک کا یہ حال ہے۔ کہ جس نے کبھی کوئی نیکی کی تھی۔ ہمیشہ اُسے یاد رکھا۔ اُجرت پر جن کا دودھ پیا تھا۔ ان کو بھی ماں سمجھا۔ اپنوں کا کیا ذکر۔ دشمن بھی حسن سلوک سے فائدہ اٹھاتے رہے اگر جانی دشمن آ گیا۔ تو اُسے بھی معاف کر دیا۔

میدان بدر میں جو مشرکین گرفتار ہو کر مدینے لائے گئے۔ حضورؐ نے انہیں صحابہ کرامؓ پر تقسیم فرمایا اور اُن سے اچھا برتاؤ کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرامؓ نے ان قیدیوں سے بہت شفقت کا سلوک کیا۔ یہاں تک کہ اگر گھر میں روٹی کم ہوتی تو اُسے قیدی کو کھلا کر خود کھجور پر گزارا کرتے تھے۔ بعد میں ان سے مناسب تاوان لے کر انہیں چھوڑ دیا گیا۔ جو نادار تھے۔ وہ مفت رہا ہوئے۔ جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ انہیں دس دس بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھانے پر آزادی مل گئی۔ ان میں

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱-۴۸۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۶۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

ایجنٹ حضرات اور قارئین کرام کی فوری توجہ کیلئے

"ہفتہ وار خدام الدین" کے ایجنٹ حضرات کی طرف سے بلوں کی ادائیگی میں تاخیر ادارہ کے لئے بڑی پریشانی کا موجب بنی ہوئی ہے۔ ایجنٹ حضرات کو بار بار اس تاخیر کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے لیکن بالکل بے سود۔ سوائے چند ایک حضرات کے باقی صاحبان بلوں کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں کرتے اور جو کچھ ادا کرتے بھی ہیں وہ رقم ان کے بل کی مجموعی رقم کے مقابلہ میں بہت تھوڑی ہوتی ہے جس کی وجہ سے پرچہ کی کتابت طباعت اور سٹاف وغیرہ کی تنخواہ کا انتظام کرنے میں بڑی مشکل پیش آتی ہے اور یہ مالی مشکلات رسالہ کی اشاعت میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہیں۔ کیا ایجنٹ حضرات نے کبھی اس بات پر غور کیا ہے کہ بل ماہ بماہ وقت پر وصول نہ ہونے کی صورت میں رسالہ کی اشاعت کے اخراجات کس طرح پورے کئے جائیں؟

ایجنٹ حضرات اور قارئین کرام پر بخوبی واضح ہے کہ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہفتہ وار خدام الدین محض قال اللہ و قال الرسول کی آواز عام کرنے کی غرض سے شائع کرانا شروع کیا تھا۔ کوئی تجارتی غرض یا دنیوی نفع اس سے مقصود نہ تھا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر کی پوری رعایت رکھی تھی کہ خواص و عوام یکساں طور پر اس سے استفادہ کر سکیں چنانچہ اس کی قیمت صرف چار آنے تجویز فرمائی تھی۔ یہ قیمت ایجنٹوں کو کمیشن ادا کرنے کے بعد بصد مشکل اصل لاگت کو پورا کرتی ہے۔ صد افسوس ہے کہ اکثر ایجنٹ حضرات ادارہ کی ان مشکلات کی طرف سے غفلت کوشی سے کام لے رہے ہیں ان کا یہ طرزِ عمل ادارہ کے لئے کئی مصیبتوں کا پیش خیمہ ہے اور پرچہ انتہائی مشکلات سے دو چار ہے۔ اگر ان کے اس مجرمانہ تغافل کے باعث پرچہ کو نقصان پہنچا تو وہ عنداللہ جواب دہ ہوں گے کہ انہوں نے دین کے کام میں روڑہ اٹکایا — بقایا جات کی ادائیگی کی تاخیر کے لئے بعض ایجنٹ حضرات اکثر یہ شکایت کرتے ہیں کہ قارئین کرام وقت پر ان کی رقوم ادا نہیں کرتے۔ اس لئے قارئین کرام کی خدمت میں بھی ادارہ التماس کرتا ہے کہ اپنے اپنے شہر کے ایجنٹ کی رقم ماہ بماہ چکا دیا کریں تاکہ وہ بل کی رقم ادا کرنے میں کئی کئی ماہ تک خاموش نہ بیٹھے رہیں۔

ان حالات کے پیشِ نظر ادارہ ایجنٹ حضرات سے ایک دفعہ پھر درخواست کرتا ہے کہ اپنے بقایا جات زیادہ سے زیادہ ۳۰ ستمبر ۱۹۶۷ء تک ادا کر دیں تاکہ مالی مشکلات رسالہ کی اشاعت میں رکاوٹ کا باعث نہ بنیں۔ ورنہ یکم اکتوبر ۱۹۶۷ء سے پرچہ کی ترسیل بند کر دی جائیگی اور بقایا جات کی وصولی کے لئے چار و ناچار قانونی کاروائی کرنی پڑیگی۔ امید ہے کہ ایجنٹ حضرات اس مہلت سے فائدہ اٹھائیں گے اور ادارہ کو مالی مشکلات سے نجات دلائیں گے۔ (مینجر ہفت روزہ خدام الدین)

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا